UNIVERSAL LIBRARY

OU_226105

UNIVERSAL LIBRARY

OUP—881—5-8-74—15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٢٩٤٥ ح م Accession No. A763

Author محمود حسن

Title معيار السنة الجمع الجوة

This book should be returned on or before the date last marked below.

معیار السنۃ
لختم النبوۃ

مولانا محمود حسن خان ٹونکیؒ

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ۝

رسالہ

معیار السنۃ لختم النبوۃ

یعنی

اہل السنۃ والجماعۃ کیلئے ایک یادداشت، جس میں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام قسم کی نبوت کا ختم ہو جانا، امت کے ایسے اصول متوارثہ میں سے ہے جیسے قرآن مجید کا مکمل ہونا، ایمان بالبعث بعد الموت، اور اسلام کا ناسخ الملل ہونا ہے۔ اور حقانیت کا معیار جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کی تقلید ہے، کوئی پیش گوئی یا کشف و الہام نہیں ہے،

از افادات

حضرت مولانا محمود حسن خان صاحب ٹونکی مدظلہ العالی

مطبوعہ مطبع مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن

قیمت
۸؍

ملنے کا پتہ
کتاب خانہ
عابد شاپ حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

صفحہ

عرض ناشر ——— الف

دین اسلام ——— ۱

نبوت ——— ۳

مفترض الاطاعۃ ——— ۴

ختم نبوت کی حکمت ——— ۵

ہر طرح کی نبوت بند ہے ——— ۱۳

تنبیہ ——— ۲۱

وہ آیات جو انقطاع وحی پر دلالت کرتی ہیں ——— ۳۱

ختم نبوت پر اجماع امت ——— ۳۴

عقائد السنۃ ——— ۴۲

فہرست احادیث، جن میں عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی کی تعین ہے مثیل وغیرہ مقصود نہیں ہے ——— ۴۷

الہام کا اعتبار اور اجماع کا انکار ——— ۵۰

قابل فکر و غور ——— ۵۲

کسی علم لدنی یا مکاشفہ کا اعتبار نہیں ہو سکتا ——— ۵۷

تعجب خیز ——— ۶۶

گلدستۂ عجائب ——— ۶۸

ختم نبوت کا صریح انکار	۷۱
پیش گوئیوں کا ضابطہ	۷۳
صدر اول کو خیر القرون کہنے کی وجہ	۷۷
مدعیوں کے ضابطہ کی بنیاد انبیاء کی غلط فہمی پر ہے	۷۸
ضابطہ و بنیاد کا نتیجہ	۸۰
مدعیوں کے ضابطہ سے دین کا استیصال ہوتا ہے	۸۱
حدیث کی تین قسمیں	۸۲
نبوت (تعلیم الہی) اللہ تعالی کی صفت ہے	۸۵
خاتمہ	۸۷
عقیدۂ سنت	۸۸
صدر اول میں کوئی فرقہ نہیں تھا	۸۹
معیار حق	۹۰
عقیدۂ بقاء نبوت باطل عقیدہ ہے	۹۰
پیش گوئیاں	۹۱
تقابل صداقت	۹۲
مدعیان نبوت ایک دوسرے کی تکذیب کرتے ہیں	۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ الذی لا الٰہ الا ھو، والصلوٰۃ والسلام علی النبی الذی ھو خاتم النبیین وعلیٰ آلہ واصحابہ الذین ھم ھداۃ الدین ومن یتبع غیر سبیلھم لا یُقبل منہ۔

مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا رسول مبعوث نہ ہوگا۔ اور یہی عقیدہ اسلامی وحدت، اور مسلمانوں کی یکجہتی کا باعث ہے، اگر یہ بات ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی بنی اسرائیل کی طرح انبیاء ورسل پیدا ہوتے تو یقیناً ہر نبی کی امت عقاید و اعمال میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی اور نتیجہ یہ نکلتا کہ ہر نبی چھوٹی چھوٹی جماعت اپنے ساتھ لیکر الگ الگ کھڑا نظر آتا۔ مقصد مشترک ختم ہوجاتا۔

اس مسلّمہ عقیدہ کے باوجود ابتدا ہی سے جھوٹے انبیاء نے دعوے شروع کر دیئے اور طرح طرح کے مصائب مسلمانوں کو ان کی وجہ سے برداشت کرنے پڑے، ان نبیوں میں اکثر وہ لوگ مدعیان نبوت ہوئے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظی طور پر نبی تو تسلیم کرتے ہیں، مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت

بند ہوگیا، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ مسئلہ نبوت کے سمجھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہؓ وسلف المسلمین کو غلط فہمی ہوگئی، بعض بدبختوں نے تو سرکار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پر کذب کا الزام بھی لگایا۔

ان مدعیان نبوت کی پیغمبریاں بعض بڑی مدت تک، اور بعض تھوڑے دنوں تک چلتی رہیں، بعض نے تو جاہ وجلال بھی حاصل کیا، لیکن آخرش ان میں سے دو چار کے سوا سب ختم ہوگئے،

قرمطیوں کا فتنہ اُٹھا، عبیدیوں نے کیا کچھ نہیں کیا، مگر باطل کو ثبات نہیں ملتا۔

اس زمانہ میں بھی دو چار موجود ہیں، اپنی اپنی عمریں طے کر رہے ہیں، یہ باطل پرست فرقے بھی ختم ہو جائیں گے۔

ان باطل فرقوں میں آپ ایک مشترک چیز پائیں گے۔ وہ یہ کہ جب تک کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی نہ کی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین وتکذیب کا مرتکب نہیں ہوا۔ کبھی کوئی نیا فرقہ پیدا نہ ہوسکا۔

مذہب کی حقیقت کیا ہے۔ مذہب حق کیا ہے۔

باطل مذاہب کس طرح پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان کے متبعین تو ارثاً کس طرح باطل پرستی کے شکار ہوتے ہیں، وہ کیا تحقیقی اصول ہیں جن کو مذاہب کے بنیادی اصول کہا جاسکتا ہے،

ان کلیات واصول کو حضرت الاستاذ مولانا محمود حسن خانصاحب مدظلہ نے اکٹھا کر دیا ہے۔ اس کتاب سے ہر مذہب کا آدمی فائدہ اُٹھا سکتا ہے، اور اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جسے مذہب کہا جاتا ہے اس کے اصول وکلیات کیا ہیں۔

یہ کتاب خاصی ضخیم ہے۔ پیش نظر رسالہ اس وسیع کتاب کے صرف اس باب کی تلخیص ہے۔ جس میں امت اسلامیہ کے اندر پیدا ہونے والے ذیلی فرقوں کے اصول مشترک بتائے گئے ہیں۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ جب تک کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور واقعی پیغمبر مانتا ہو، یعنی کسی معنی میں بھی مسلمان کہلانے کا مستحق ہو، کسی جدید فرقہ کی نہ تو بنیاد رکھ سکتا ہے اور نہ اس میں شریک ہو سکتا ہے۔

چونکہ یہ کتاب صرف مسلمانوں کے لئے اور خاص عالمانہ انداز میں لکھی گئی ہے اس لئے آپ کو طرز بیان کسی قدر نامانوس، اور موجودہ طرز انشاء سے مختلف معلوم ہوگا، میں سمجھتا ہوں کہ رسالہ سے استفادہ کرنے والوں کے لئے یہ بات کچھ رکاوٹ نہ بن سکے گی۔ اور امید ہے کہ مسلمان اسے دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کر کے مستفید ہوں گے،

اللھم اجعلھا مفیدۃ لھم فی دینھم ودنیاھم۔

عبدالقدوس ہاشمی
ممتاز منزل، دارالشفاء
حیدرآباد دکن

یکم ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی رسولہ ونبیہ محمد الذی لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ وتبعهم الذین اتبعوہ واقاموا الدین من بعدہ فرضی اللہ عنهم ورضوا عنہ ؛

دین اسلام

قال سبحانہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام - دین اسلام اللہ سبحانہ تعالیٰ کا توحیدی دین ہے - جو بندوں کی ہدایت اور اُن کے مرنے کے بعد اُن کی نجاۃ کے لئے بتایا گیا ہے انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو تعلیم دے کر اُس دین کی تبلیغ پر مامور کیا گیا - یہ دین اسلام دین توحیدی اور تمام انبیا علیہم السلام کا ایک ہی دین اور ایک ہی ملۃ (فی العقائد) ہے قال سبحانہ تعالیٰ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت یہی ایک دین، ایک ملۃ اور ایک شریعۃ ہے جو شرک سے منزہ ہے قال سبحانہ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک - الآیہ وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ اللہ لا الہ الا انا فاعبدون ○ اسی دین کے حق میں وارد ہے الاسلام ملۃ واحدۃ کیونکہ عقائد اس دین کے تمام انبیا علیہم السلام کی امتوں میں ایک رہے ہیں یعنی

عقائد ذات صفات واخبار قیامت ، یہی وہ دین اسلام ہے جو تمام انبیا علیہم السلام کا دین تھا اور جس کی تعلیم امت محمدیہ کو دی گئی ۔ قال سبحانہ تعالی شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصی بہ ابراھیم وموسی وعیسی ۔ الآیہ ،

مذاہب کا اتحاد و اختلاف محض عقائد پر ہے اور تمام انبیا علیہم السلام کے عقائد نوح علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم تک متحد ہیں اور اسی اتحاد کی بنا پر اللہ سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون فتقطعوا امرھم بینھم ۔ الآیہ دوسری آیۃ میں یا ایھا الرسل ارشاد فرما کر فرمایا ہے وان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون فتقطعوا امرھم بینھم زبرا ۔ الآیہ یعنی تمام انبیا علیہم السلام کی امتیں ایک امۃ ہیں کہ عقائد سب کے متحد ہیں ۔ اگرچہ احکام میں اختلاف ہے ۔ اور اسی اتحاد کی تفسیر حدیث صحیح میں وارد ہیں الانبیا اخوۃ لعلات دینھم واحد وامھاتھم شتی یعنی احکام شریعت انبیا کے مختلف ہیں اور عقائد سب کے متحد ہیں ۔ اتحاد عقائد کی وجہ سے سب انبیا کا دین ایک سا ہے اور احکام مختلف ہونے کے سبب سے آپس میں علاتی بھائی سے تعبیر کیا گیا ۔

یہی ایک دین دین اسلام ہے جب کبھی اس کی تجدید بذریعہ نبی مستقل یا غیر مستقل کے ہوئی تو شریعۃ کا نام بھی جدید ہو گیا ہے جیسے شریعۃ ابراہیمیہ ، شریعۃ موسی ، شریعۃ عیسی ، شریعۃ محمدیہ ۔ وغیرہ امۃ جدید قائم ہوئی نام جدید ہو گیا ، جیسے یہود ۔ نصاری صابی ۔ مسلم وغیرہ ۔ اسی دین اسلام شریعۃ نوحی کی اتباع کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام

کو نوح علیہ السلام کا شیعہ قرار دیا گیا ہے۔ قال سبحانہ تعالیٰ ، وان من شیعتہ لابراھیم ، اور اسی دین کی اتباع کا حکم وارد ہے ، آیت ملة ابیکم ابراھیم میں اور یہی دین اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کا دین ہے۔

نبوت

اسی دین واحد یعنی دین اسلام کی تعلیم الٰہی کا نام نبوۃ ہے۔ جو بذریعہ جبریل علیہ السلام کے تمام انبیاء علیہم السلام کو دی گئی خواہ نبی صاحب شریعۃ مستقلہ ہو۔ یا تابع الشریعۃ ہو صاحب الشریعۃ انبیاء علیہم السلام جیسے ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ علیہ السلام۔ تابع الشریعۃ جیسے اسمٰعیل علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام ان سب کو تعلیم الٰہی جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے پہنچائی گئی۔ اسلئے کہ نبوۃ اور رسالت کی حقیقت اور ماہیت میں تعلیم جبریلی داخل ہے۔ خواہ تعلیم عقائد کی ہو یا احکام کی۔ اور ان ہی انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں ارشاد وارد ہے فبھداھم اقتدہ صاحب الشریعۃ ہو۔ یا تابع الشریعۃ۔ دونوں کے بارے میں یہی حکم ہے۔

رہا صاحب مجاہدہ و علم لدنی تو اس کے لئے تعلیم اسلام کا حاصل ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ثابت ہے کہ صاحب علم لدنی کا علم علم رسالت و نبوت نہیں۔ صرف اسی تعلیم الٰہی کا نام وحی نبوۃ ہے جو بذریعہ جبریل ہوئی ہو۔

ایسے ہی انبیاء علیہم السلام کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں۔ جن پر وحی نبوۃ ختم ہو گئی۔ اور اسی تعلیم الٰہی کے بارے میں فلا یبقی بعدی من النبوۃ شیٔ وارد ہے۔ اسی نبوۃ کے بند ہونے کی شہادت لا امة بعدا متی کے ذریعہ دی گئی۔ (اس کی تفصیل آئندہ آتی ہے)

پس انبیاء علیہم السلام والی نبوۃ یعنی دین اسلام کے عقائد اور احکام تعلیم دینے والی نبوت بند ہوئی ہے۔ علم لدنی بند نہیں ہوا ہے۔ جو ہر ملۃ کے انسان کو حاصل ہو سکتا ہے۔

مفترض الاطاعۃ

جو انسان صاحب نبوۃ ہے وہی مفترض الاطاعۃ فی الدین ہے کیونکہ مامور بالتبلیغ صرف نبی اللہ ہوتا ہے۔ صاحب علم لدنی مامور نہیں ہوتا قال سبحانہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ،

محدَّث کے حق میں جس کو علم لدنی بغیر واسطہ جبریل کے حاصل ہو من غیر ان یکونوا انبیاء فرمایا گیا ہے اور یہ مامور و مفترض الاطاعۃ نہیں ہوتا ہے۔ لفظ نبی اللہ۔ اور مفترض الاطاعۃ اور مامور باہم مترادف اور لازم ملزوم ہیں۔

جو انسان بغیر حوالہ وحی الہی کے دین کی تعلیم دے وہ شخص مفترض الاطاعۃ نہیں ہے۔ جیسے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ یا وہ شخص جو خلیفۂ وقت ہو امور سیاسیات میں حکم دے اگرچہ اُس کا حکم مفترض التعمیل ہے۔ لیکن وہ شخص مفترض الاطاعۃ فی الدین نہیں ہے۔

مامور و مفترض الاطاعۃ فی الدین ہونا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے نبی اللہ خواہ متبوع ہے یا تابع الشریعۃ دونوں کے لئے یہی حکم ہے۔

اصحاب مجاہدات وارباب علوم لدنیہ نہ مامور بالتبلیغ ہوتے ہیں۔ نہ وہ مفترض الاطاعۃ فی الدین ہیں۔

پس جس طرح حصول نبوۃ کے واسطے تعلیم جبریلی کا واسطہ ضروری ہے اور یہ تعلیم بواسطہ جبریل ہونا اور مامور ہونا نبوۃ کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح مفترض الاطاعۃ

ہونا بھی نبوۃ ہی کے ساتھ مختص ہے۔ قال سبحانہ تعالی من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ نبوۃ کا بند ہونا بعینہ مفترض الاطاعۃ اور ماموُر انسان کا بند ہونا ہے۔ یہہ نبوۃ تعلیم الٰہی جبریلی مفترض الاطاعۃ فی الدین موہوبہ محض اللہ کی ہے اکتساب کا اس میں دخل نہیں۔ اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے لقولہ تعالی۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب۔ الآیہ وغیرہا من الایات۔

علوم مکاشفات اور علم لدنی مفترض الاطاعۃ فی الدین نہیں ہیں کیونکہ یہ اکتسابی ہیں۔ بخلاف معتزلہ و مدعیان نبوت کے کہ یہہ فرقہ نبوت کا حصول مجاہدات، کسب اعمال حسنہ اور اتباع نبوت سے مثل علم فلسفہ کے جانتا ہے۔ اور علم الانسان مالم یعلم کے تحت میں اسے بھی سمجھتا ہے۔

ختم نبوۃ کی حکمت

ابتدائے آفرینش میں خلق اللہ ایک ہی شریعت اور ایک ہی دین پر تھی۔ پھر اُس دین میں اختلافات ہوئے اُن ہی اختلافات کو دور کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ قال سبحانہ تعالی۔ وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا۔ وقال سبحانہ۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معہم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جائتہم البینات۔ الآیہ۔ کہ ہمیشہ ہر نبی اللہ کی تعلیم کو اُس کی امتہ ہی اختلاف کرکے معدوم کردیتی تھی۔ پھر آیندہ نبی اللہ اپنے سابق نبی اللہ کی تعلیم کی تجدید فرماتا تھا۔ یہہ اختلافات کرنے والے ہر امتہ میں بیشتر اصحاب ہتبا

مرتاضین، اصحاب مکاشفات اور ارباب علم لدنی ہوئے ہیں - اور یہہ ثابت شدہ امر ہے کہ علوم رہبانیۃ و لدنیہ و معارف اصحاب مجاہدات نفسانیہ میں ہمیشہ سے باہم اختلاف رہا ہے - پس اس جماعۃ کے دخل دینے سے تعلیم نبوت میں اور تصرف کرنے سے اختلاف پیدا ہوکر ہر نبی اللہ کی تعلیم معدوم ہو جاتی تھی - یہہ مسئلہ اُن علماء پر روشن ہے جو تاریخ الملل والمذاہب کو زیر مطالعہ رکھتے ہیں - اور اسی مسئلہ کا ذکر اس آیۃ میں ہے -

قال سبحانہ ورہبانیۃ ابتدعوہا ماکتبناہا علیہم الا ابتغاء رضوان اللہ فما رعوہا حق رعایتہا الآیۃ - یہی جماعۃ ہر ملۃ میں تابع الشریعۃ کے نام سے موسوم ہوکر تعلیم نبوت کی مفسر بنی رہتی تھی - اور باہمی اختلافات سے تعلیم نبوت کو معدوم کر دیتی تھی -

اللہ سبحانہ عزوجل کے وسیع علم ازلی میں - یہہ سب واقعات ثابت تھے اور یہہ بھی ثابت تھا کہ امت محمدیہ میں بھی ایسی جماعۃ پیدا ہوکر اختلاف کرے گی (جس کی پیش گوئی میں لسان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد احادیث لتتبعن سنن من قبلکم اور ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروہم اور ستفترق امتی وارد ہیں) جس کا سلسلہ بموجب پیش گوئیوں کے خاتم النبیین کے بعد ہی سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا -

اسی طرح اللہ سبحانہ عزوجل کے وسیع علم میں انا لہ لحافظون کا وعدہ بھی ثابت تھا کہ ملۃ محمدیہ میں اگرچہ حسب پیش گوئی کے اختلافات پیدا کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے - لیکن حفاظت تعلیم نبوت کی اللہ سبحانہ نے اپنے ذمہ سے لی تھی - اس واسطے کہ بند ہونا نبوۃ کا اور حفاظت دین اسلام کی باہم لازم ملزوم ہیں جب تک دین اسلام

حسب تعلیم نبوۃ محفوظ ہے جدید نبوۃ کی ضرورت نہیں اور تعلیم نبوۃ کے معدوم ہونے کے بعد تجدید نبوۃ کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے - اسی ضابطہ کے تحت سلسلہ تجدید الانبیاء کا جاری تھا - اس ضابطہ کو آیۃ لیحکم بین الناس فیما اختلفوا میں بیان فرمایا گیا ہے جو انبیاء اللہ سابقین کی غرض و غایۃ کے بیان میں وارد ہے -

اسی حفاظت موعودہ کے انتظام کے لئے یوم الست سے پہلے نبوت کو ہر وجہ سے علم الٰہی میں بند کر دیا گیا تھا کہ ظہور ختم نبوۃ کے بعد تابع الشریعۃ کے نام سے کوئی شخص تعلیم نبوت محمدیہ میں وحی و الہام کے نام سے دخل نہ دے سکے گا - عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینتہ (رواہ الامام احمد) نبوۃ کا بند ہونا خاتم النبیین پر اللہ سبحانہ کے مقدس فرشتوں میں شائع ہو چکا تھا - کہ خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء علیہ السلام مبعوث ہوا کریں گے متبوع الشریعۃ یا تابع الشریعۃ اُن سب کے آخر میں آپ ہوں گے اور آپ کے بعد نبوت بند ہو جائے گی - یہ علم الٰہی ازلی حفاظت موعودہ اور نبوت کے ہر وجہ سے بند ہو جانے کا نزول قرآن پر اور انا لہ لحافظون اور لکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے نزول سے ظاہر ہوا - جس کی صراحت ما لم یوت احدا من العلمین میں فرما دی گئی ہے کہ نبوت تابعہ کا سلسلہ جو انبیاء بنی اسرائیل میں جاری تھا وہ بھی تعلیم نبوۃ محمدیہ کی حفاظت کے سبب سے بند ہو گیا - جس کی تفسیر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی حکایت میں فرما دی ہے وانہ لا نبی بعدی - (کما یاتی تفصیلہ) اور جس طرح

سے اصحاب رہبانیۃ و ارباب علم لدنی تعلیم نبوۃ کو معدوم کیا کرتے تھے اُس کا بھی استیصال کردیا گیا۔ اسی لئے بتایا گیا کہ لارھبانیۃ فی الاسلام۔

سابق انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی تعلیم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے وعدۂ حفاظت نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی کی کتاب محفوظ و متوارث نہیں رہی۔

یہہ فضیلت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مرحمت ہوئی ہے کہ قرآن شریف کتاب اللہ اور جو مسائل متوارثۃ تحت تفسیر القرآن ہیں بعینہٖ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک بلاکم وکاست متوارث اور یقینی ہیں۔

اُس موعودہ حفاظت کا انتظام یوں کیا گیا کہ قرآن شریف کے سوا کسی نبی کی کتاب اور تعلیم محفوظ نہیں ہے۔ ابتداً تعلیم اسلام صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیجا کر آیندہ امۃ محمدیہ کو اُن کی تقلید کا حکم دیا گیا اور اس کی تبلیغ اور اُن کی تعلیم کی تقلید مفترض فرمادی گئی۔ قال سبحانہ تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم الایۃ وارد ہے۔ اسی کی تفسیر حدیث اصحابی امنۃ لامتی اور ما انا علیہ و اصحابی ہے۔ اور اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے تلامذہ یعنی خیر القرون الثلاثہ کی تقلید مفترض ہوئی۔ جن کا ذکر کتاب اللہ میں والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ سے فرمایا گیا ہے۔ ان مذکورین کے مقلدوں کو لا یزال طائفۃ من امتی اور یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ احادیث صحیحہ میں پیش گوئی فرماکر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی اصحاب سنت جو سلف خیر القرون کے تعلیم یافتہ ہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقلد اور ما انا علیہ و اصحابی کے مصداق ہیں۔ وہ دین متوارث و مقبول کے

تابع ہیں۔

دین اسلام۔ تعلیم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت موعودہ کے متعلق کتاب اللہ اور سنت میں جس قدر پیش گوئیاں ہیں۔ یعنی نبوۃ تابعہ ومتبوعہ ہر دو کا بند ہونا۔ افتراق الامۃ فی العقائد کی صورت میں جماعۃ صحابہ اور خیر القرون سلف کی تقلید موجب نجات ہونا۔ حسب سنۃ اللہ الجاریہ کے امتہ محمدیہ میں جماعت متنبئین کا پیدا ہونا اور فاخذ دوھم کے حکم کا اُس وقت نافذ ہونا۔ اور ہر صدی میں جماعت مجددین کا پیدا ہونا۔ اس طرح جماعت متنبئین کی زد سے دین اسلام کے عقائد کا محفوظ رہنا۔ جن کو لا یزال طائفۃ من امتی یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ اور فی کل قرن من امتی من یجدد لھا دینھا وغیرہ احادیث میں تصریح کیگئی ہے۔

یہہ سب پیش گوئیاں باہم مربوط ہیں۔ عہد اول ملۃ محمدیہ سے لیکر ابتک اس چودہ سو سال کے واقعات سے ان سب پیش گوئیوں کی صداقت ظاہر ہے۔

مسیلمہ کے عہد سے لیکر ابتک جماعۃ متنبئین نے صفات اور احوال قیامت اور اشراط الساعۃ میں حسب پیش گوئی یغیرون بھا دینکم وسنتکم کم وبیش تغیر اور تبدیل سے دریغ نہیں کیا ہے لیکن علماء دین طبقہ مجددین موعود نے تجدید موعود کو حفظا للکتاب اللہ وتحدیثا وتدریسا وتدوینا وتصنیفا ہر قرن میں جاری رکھا ہے۔

قرآن کریم کی کسی آیت میں وارد نہیں۔ نہ کسی حدیث میں مروی ہے۔ نہ کسی صحابی کے اثر سے ثابت ہے۔ نہ ائمۃ العقائد کے کسی قول سے ظاہر کہ جماعۃ مجددین نبوۃ جدیدہ کے ساتھ مبعوث ہوا کریں گی اور تعلیم نبوی اُن کی وجہ سے محفوظ رہے گی۔ کسی متنبی نے

حفاظت قرآن شریف (مصحف عثمانی) کی نہیں کی۔ بلکہ طبقہ حفاظ القرآن نے ہی قرآن کی حفاظت کی جو کبھی نبوت جدیدہ کے مدعی نہیں ہوئے اور عہد صحابہ سے لیکر اب تک یہی طبقہ حفاظ القرآن کا حفاظۃ القرآن کے لئے مجدد ہوتا چلا آرہا ہے۔

احادیث نبویہ کی حفاظت کسی متنبی سے نہیں ہوئی۔ عہد صحابہ سے لیکر آج تک محدثین ہی کا طبقہ حفاظۃ الحدیث کے لئے مجدد کا کام انجام دیتا رہا۔ فقہ کے لئے کوئی متنبی مجدد پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ اہل سنت ہی میں سے ائمۃ الفقہا فقہ کے ہر صدی میں مجدد رہے ہیں۔ ائمہ عقائد السنۃ میں سے کوئی مجدد متنبی نہیں ہوا جس نے عقائد السنۃ میں کوئی تدوین کی ہو اور عقائد السنۃ اُس کی وجہ سے محفوظ رہے ہوں علی ھذا القیاس کوئی مجدد متنبی آج تک پیدا نہیں ہوا ہے۔ جس سے تفسیر القرآن حسب تعلیم نبوۃ محفوظ رہی ہو۔ نہ آج تک ان مجددین موعودین لایزال طائفۃ میں سے یا محافظین دین اسلام میں سے کسی نے نبوۃ کا دعوی کیا ہو۔ (یہہ انعام اللہ سبحانہ کا اس امۃ محمدیہ کے اہل سنت ہی کو مرحمت ہوا کہ بغیر حصول نبوۃ کے اس نے وہ کام کیا جو سابق امتوں کو نصیب نہیں ہوا اس طرح کہ انبیاء علیہم السلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ یعنی تعلیم نبوۃ کی تجدید ہر قرن میں مجددین مذکورین سے مسلسل جاری ہے اور ہر قرن میں موعودین بین یدی الساعۃ کذابین اور لتتبعن سنۃ من قبلکم کے مصداق پیدا ہو ہو کر تغیر و تبدیل اور اختلاف پیدا کرکے چاہتے ہیں کہ تعلیم نبوۃ معدوم ہوجائے۔ لیکن مجددین مذکورین موعودو مصداق لایزال طائفۃ وغیرہ پیش گوئیوں کے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بنے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ یہہ مرتبہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوا یہہ ختم نبوت ہی کا طفیل ہے

کہ انبیاء کی خدمت غیر انبیاء علماء سے لی جا رہی ہے۔ اگر نبوۃ تابعہ بند نہ ہوئی ہوتی تو یہہ مرتبہ فضیلت مجددی کا کب اس امت کو نصیب ہو سکتا تھا۔ یہہ مرتبہ مجددیت کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور خیر القرون کی اتباع سے نصیب ہو رہا ہے۔

اہل سنت یعنی مجددین امت کے مخالف فرقوں میں سے ایک فرقہ معتزلہ ہے جن کے عقائد کا مرکز ترجیح عقل علی النقل ہے اور بعض متنبیین کے فرقے بھی اپنے عقائد کا یہی مرکز بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل سنت کے مخالف فرقے موعودہ مدعیان نبوۃ ہیں جو صحابہ اور خیر القرون یعنی سلف کی اتباع فرض نہیں سمجھتے ہیں ان کی صداقت الہام کا مرکز یہہ ضابطہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے پیش گوئی کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوتی رہتی تھی۔ یہہ فرقے جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کے مقلد نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سے پیش گوئی میں غلطی واقع ہوئی ہے تو پھر صحابہ اور خیر القرون اور سلف ان کے نزدیک بالائے طاق ہیں۔ ان کے مقلد کب ہو سکتے ہیں اور ما انا علیہ و اصحابی کو کب تسلیم کر سکتے ہیں۔ بلکہ صحابہ و سلف الامۃ سے منحرف ہیں۔ اور ختم نبوۃ کو بہر نوع تسلیم نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فرقہ ختم نبوۃ میں تاویل کرتا ہے۔ یعنی خاتم الشریعۃ کہتا ہے کہ آپ پر شریعۃ بند ہوئی۔ یعنی نبوت تابعۃ الشریعۃ باقی ہے۔ فرقہ ہائے امامیہ۔ اسمعیلیہ۔ صباحیہ۔ خطابیہ۔ بابیہ۔ بہائیہ۔ تستریہ۔ شلمغانیہ میں سے کسی فرقہ کا اعتقاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ مرتد و فاسق ہو گئے تھے۔ ان کی تقلید کفر ہے۔ کسی فرقہ کا یہہ ایمان ہے کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے غلط فہمی ہو گئی۔ وہ فرقہ جب خاتم النبیین کی تقلید نہیں کرتا ہے تو پھر اس کے نزدیک صحابہ و اجماع کیا چیز ہیں۔ کوئی کہتا ہے سلف حجۃ نہیں۔

یہہ تحریر صرف اصحاب سنت کے لئے معیار السنۃ ہے اور بطور یادداشت اسلئے مرتب کی گئی ہے جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حسب صراحت قرآن کریم احادیث شریفہ و اجماع امت ہر نبوۃ تابعہ و متبوعہ کا بند کرنے والا جانتے ہیں اور جن کا یہہ ایمان ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی وحی کے سمجھنے میں غلط فہمی نہیں ہوئی اور نہ ایسا ہونا ممکن تھا نہ کسی وحی کی تبلیغ غلط طور پر ہوئی ہے ۔ جس سے عقائد ضلالت کے امت میں پھیل گئے ہوں ۔ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی مرتد و گمراہ نہ ہوئی اور نہ سلف خیر القرون کی تعلیم میں کجروی پیدا ہوسکی ۔ جو مصداق ہیں آیۃ والذین اتبعوھم باحسان کے اور جن پر رضی اللہ عنھم الآیۃ صادق ہے ۔

اس یادداشت میں نصوص کتاب اللہ و احادیث صحیحہ متواترہ مذکور ہیں جن سے بصراحت ثابت ہے کہ نبوۃ کا حصول صرف تعلیم الٰہی بذریعہ جبرئیل کے ساتھ خاص ہے جو بند ہوچکی اور علوم لدنیہ الہامیہ یا مکالمہ الہیہ سے نبوۃ حاصل نہیں ہوسکتی ۔

اس فرقہ اہل سنت کے سوا باقی جس قدر فرقے ہیں مثلاً معتزلہ ، مدعیان نبوۃ و مسیحیۃ وغیرہ جن کے پیدا ہونے کی خبر حضرت عیسیٰ و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ۔ ان کی امتوں کے لئے یہہ تحریر مفید نہیں ہے ۔ جن کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سوءظن ہے کہ آپ سے پیش گوئیوں و اشراط الساعۃ و اخبار و احوال قیامت کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلط فہمی ہوکر غلط عقائد پھیل گئے ۔ اور ان غلطیوں کا انکشاف ان موعودین کے الہاموں سے وقتاً فوقتاً ہورہا ہے ۔ اس واسطے کہ ہر مذہب کا ماخذ عالم غیب ہے ۔ عالم حسیات و مشاہدات نہیں ہے ۔ اور عقائد و احکام ہر مذہب کے یؤمنون بالغیب کے تحت داخل ہیں (سوائے اعتزال کے) ۔

ہر مذہبی انسان اپنے پیشوا کی تقلید اُس وقت مفترض مانتا ہے۔ کہ جب یہ یقین کر لیتا ہے کہ ہمارا پیشوا عالم غیب کا ماہر یا اس سے واقف ہے۔ اور اس کو جو کچھ تلقین عالم غیب سے ہوتی ہے وہ تعلیم الٰہی ہے۔ مذہب اصلی کا مقلد ہو یا ذیلی مذہب کا بغیر اس یقین کے کوئی مذہبی کسی کو اپنا پیشوا اپنے مذہب تسلیم نہیں کر سکتا۔ جب ہر مذہبی کا یہ اعتقاد ہے۔ تو پھر جس مذہب کے پیشوا نے اپنی امت کو بقاء نبوت کی تعلیم دی ہو۔ وہ امت اہل سنت کے دلائل سے (خواہ قرآن ہو یا حدیث) کب مستفید ہو سکتی ہے۔ وہ امت تعلیم خاتم النبیین اور تعامل صحابہ کو کب تسلیم کر سکتی ہے۔ آخر مسیلمہ اور اسود وغیرہ پر ایمان لانے والوں نے نہ قرآن مانا نہ صحابہ کی سنی کیونکہ صحابہ کو گمراہ جانتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ وہ نبی اللہ کے منکر اور قاتل ہیں، ابن سبا اور ابن صباح کے امتی نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نصیحت کب تسلیم کی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حجۃ کہاں مانی۔

یہی حال تمام مذاہب کا ہے۔ رشی کیش زردشتی کی نہیں سنتا اُس کے دلائل سے استفادہ نہیں کرتا۔ لنگایت دھرم والا سناتن دھرمی کی بات نہیں مانتا۔ سناتن دھرم جو عقلاً بھی مذموم ہے موحد کی نہیں سنتا ہے۔ تو اب اہل سنت کے دلائل موعودین کی امت کب مان سکتی ہے۔ پھر اُن کو اس تحریر سے کیا نفع ہوگا۔

ہر طرح کی نبوت بند ہے

قال سبحانہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دو طرح کے انبیاء علیہم السلام گذرے صاحب شریعت مستقلہ اور تابع شریعت بھی جیسے حضرت ہارون (جن کو وزیر بھی کتاب اللہ نے کہا ہے) اور حضرت یوشع اور اسی طرح تمام وہ انبیاء علیہم السلام جو شریعت موسوی کے

تابع ہوئے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تک جن کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے آیۃ ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل میں اور آیۃ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونور یحکم بھا النبیون الذین اسلموا میں ذکر فرمایا ہے۔
ان سب انبیاء کے آپ خاتم ہیں کہ الف لام النبیین میں استغراق کا ہے خواہ صاحب شریعۃ ہوں یا تابع شریعت۔ اس آیۃ ماکان محمد کی تفسیر میں کوئی نص کسی طرح وارد نہیں ہے کہ تابع الشریعۃ انبیاء اس میں داخل نہیں ہیں بلکہ مستثنیٰ ہیں لیکن تابع الشریعۃ کو اس آیۃ سے مستثنیٰ کرنا آیۃ کا انکار ہے۔ کیونکہ اس آیۃ میں انبیاء شریعۃ موسویہ بھی قطعاً شامل ہیں۔
(۱) پہلی تفسیر اس آیت کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ترجمان القرآن نے کی آپ نے اس آیۃ کی تفسیر میں حدیث قدسی بیان کی ہے جو اس کی دلیل ہے کہ نبوۃ تابعہ بھی بند ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صاحب الشریعۃ انبیاء کے بند کرنے والے ہیں۔ اسی طرح تابع الشریعۃ انبیاء کے بھی بند کرنے والے ہیں اور مراد اللہ سبحانہ کی اس حدیث قدسی سے صاف طور پر ثابت ہے کہ الف لام استغراق کا ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال یرید اللہ سبحانہ تعالیٰ لو لم اختم بہ النبیین لجعلت لہ ابناً یکون بعدہ نبیا۔ (معالم التنزیل للامام البغوی) یہہ روایت اگرچہ اثر ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے لیکن اخبار غیبیہ سے ہے جس میں اجتہاد دور از رائے غیر ممکن ہے۔ اور اصول حدیث میں ثابت شدہ ضابطہ ہے کہ ایسے آثار مرفوع کا حکم رکھتے ہیں۔ جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہہ فرمایا کہ اگر ہم انبیاء علیہم السلام کی آمد کو بند نکرتے تو خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بیٹا مرحمت کرتے وہ زندہ رہ کر نبی ہوتا

تو یہی شرح ہے حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا کی اور یہہ ظاہر ہے کہ اگر بفرض محال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام زندہ رہ کر نبی اللہ ہو جاتے تو شریعۃ القرآن کے خلاف ہرگز جدید شریعت قائم نہیں فرماتے بلکہ تابع الشریعۃ القرآنیہ ہی اُن کو نبوۃ حاصل ہوتی اور چونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیائے سابقین کے بند کرنیوالے ہیں جن میں تابع الشریعۃ انبیاء سابقین بھی داخل ہیں اسلئے اللہ سبحانہ تعالے کو زندہ رہنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا منظور نہ ہوا کیونکہ نبوۃ سابقہ کا بالکلیہ بند کر دینا مقصود تھا، تابع الشریعۃ کا بھی اور صاحب الشریعۃ کا بھی - اسلئے اللہ سبحانہ تعالی نے فرمایا لولم اختم الحدیث -

(۲) دوسری تفسیر خود حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے جو اسی حدیث قدسی کی وجہ سے ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے اس سے روشن طریقہ سے یہہ ثابت ہے کہ نبوۃ تابعۃ الشریعۃ بھی بند ہے - تفسیر فتح البیان میں ہے -

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللہ لما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا یصیر رجلا یعنی اللہ سبحانہ تعالی نے جب طے فرمادیا کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو بند کر دیا ہے تو اسی لئے آپ کو اولاد ذکور سے کوئی صاحبزادہ ایسا مرحمت نہیں فرمایا کہ بالغ ہو کر نبوۃ کے درجہ کو حاصل کرے بلکہ حالت طفلی میں ہی ہر صاحبزادہ کو وفات دیدی - اور یہہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ اگر آپ کے صاحبزادہ کو نبوۃ حاصل ہوتی تو ضرور تحت القرآن اور تابعۃ الشریعۃ ہی ہوتی لیکن جبکہ نبوۃ تابعہ بھی حدیث قدسی کی تفسیر پر اس آیۃ سے بند ہو چکی ہے تو پھر نبوۃ کا حصول محال ہے - یہی معنی اور یہی شرح حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا کی ہے -

اسی وجہ سے ترمذی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ تفسیر آیۃ ما کان ابا احد کی یہہ ہے کہ آپ کی نرینہ اولاد سے کوئی صاحبزادہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ گویا یہہ آیت پیش گوئی ہے سد باب نبوۃ کی اخرج الترمذی عن الشعبی فی قوله ما کان محمد ابا احد من رجالکم قال ما کان یعیش له ولد ذکر،

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دوسرے لفظوں میں آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی یہہ ہی تفسیر کی کہ آپ کے بعد کوئی نبی اللہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ تابع التشریع ہو یا متبوع تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر بر حاشیہ در منثور و بر حاشیہ مجموعہ تفاسیر بیضاوی وغیرہ۔ سورۃ احزاب ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ختم اللہ النبیین قبله فلا یکون بعده نبیا۔ انبیاء سابقین علیہم السلام صاحب شریعت بھی ہیں اور تابع الشریعۃ بھی آپ نے سب کو بند کر دیا جو آپ سے پہلے تھے لفظ قبله میں یہی صراحت ہے۔ اسی کی تفسیر ہے فلا یکون بعده نبیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسی تفسیر کی اتباع میں حسن اور قتادہ نے اس آیۃ کی تفسیر یوں لکھا ہے اخرج عبد الرزاق وعبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم عن قتادۃ رضی اللہ عنہ ولکن رسول اللہ خاتم النبیین قال اخر نبی بعثنا۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی اللہ مبعوث نہیں ہوگا۔

اخرج عبد بن حمید عن الحسن فی قوله وخاتم النبیین قال ختم النبیین بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وکان آخر من بعث۔ یہہ تفسیر بھی صراحت ہے اس امر کی کہ آپ کے بعد کسی نبی اللہ کی بعثت نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ بعثۃ الانبیاء کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور آخری بعثۃ خاتم النبیین کی تھی جو ہو چکی۔

(۳) تیسری تفسیر خاتم النبیین کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوۃ تابعہ بھی بند ہے یہ ہے کہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا رواہ ابن سعد۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث (رواہ ابن لال) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول الرسل آدم وآخرھم محمد واول انبیاء بنی اسرائیل موسی وآخرھم عیسی (رواہ الحکیم الترمذی)

ان احادیث سے بھی صراحۃ ثابت ہے کہ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام سابق انبیاء علیہم السلام سے خلق میں اول ہیں خواہ صاحب شریعت انبیاء ہیں یا تابع شریعت ہیں۔ تو بعثت میں بھی ان ہی تمام انبیائے سابقین سے آخری بعثت آپ کی ہے۔ آپ کے بعد کسی نبی اللہ کی بعثت نہیں ہو سکتی۔ یہی پیشگوئی ان احادیث سے ثابت ہے اور یہی تفسیر ہے آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی جس سے ثابت ہے کہ الف لام استغراق کا ہے۔ اور یہی شرح ہے حدیث کنت فاتحا وخاتما واعطیت جوامع الکلم۔ الحدیث کی (رواہ البیھقی عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ) کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فاتح باب النبوۃ ہیں نبوۃ متبوعہ اور تابعہ کے اسی طرح خاتم اور بند کرنے والے بھی ہیں ہر صنف نبوۃ کے دروازہ کے۔ لفظ اول و لفظ آخر کے تقابل اور تضاد سے یہی صراحت مذکورہ ثابت ہوتی ہے۔

اگر تاویل کرنے والوں کے بتائے ہوئے معنی تسلیم کر لئے جائیں اور ان کا یہ دعوے مان لیا جائے کہ لفظ آخر کے معنی انقص کے ہیں تو لامحالہ اس کے مقابل لفظ اول کے معنی ذلیل تر کے ہونے چاہئیں، ورنہ ظاہر ہے کہ تقابل، اور مقصود کلام ثابت نہیں ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے معنی کو کوئی صحیح الدماغ شخص تسلیم کر سکے گا۔

(۴) چوتھی تفسیر اس آیۃ کی کہ تمام انبیائے سابقین اصحاب شریعۃ و تابعین شریعت کے آپ بند کرنیوالے ہیں وہ احادیث ہیں جو متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں حضرت ابو سعید خدری۔ حضرت ابی بن کعب۔ حضرت انس بن مالک۔ حضرت جابر۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے جن سے ابن کثیر وغیرہ محدثین نے اس آیۃ کی تفسیر روایت کی ہے وہ حدیث مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی داراً۔ الحدیث ہے جس کے آخر میں ہے فانا موضع اللبنۃ فختم بی الانبیاء وارد ہے یہہ حدیث بروایت بخاری و مسلم و اصحاب السنن مروی ہے ان احادیث میں بھی صراحت ہے کہ مراد تمام انبیائے سابقین ہیں جن میں صاحب شریعت اور تابع شریعت بلا استثنار داخل ہیں اُن سب کے حق میں ارشاد ہے ختم بی النبیون کہ مجھ پر یہہ سب انبیاء اللہ ختم کر دیے گئے۔ اور آخری بعثت آپ ہی کی ہوئی آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ لفظ مثل الانبیاء من قبلی میں بھی صراحت ہے اسلئے کہ آپ سے پہلے ہر قسم کے انبیاء گذر چکے ہیں اور ختم کے معنی قطعاً بند کرنے کے ہیں پس آپ سے پہلے ہر صنف کے انبیاء تابع الشریعۃ اور متبوع گذر چکے اُن سب کو آپ نے بند کر دیا۔ اور ان ہی سابق انبیاء کے حق میں فرمایا فختم بی الانبیاء۔

(۵) پانچویں تفسیر آیۃ خاتم النبیین کی وہ حدیث ہے جس میں وارد ہے کہ مجھ کو چھہ چیزوں کی وجہ سے تمام انبیاء پر فضیلت مرحمت ہوئی چھٹی فضیلت یہہ ہے کہ مجھ پر نبوت بند کر دی گئی ہے۔ مراد اس میں نبوت تابعہ بھی ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض طھوراً و مسجداً و ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون رواہ مسلم و الترمذی و صححہ،

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء سابقین پر ان چھہ امور

یں فضیلت ہے لازماً یہ فضیلت حضرت موسیٰ پر بھی ہوئی، اگر تابع شریعت موسوی انبیاء کی طرح، شریعت محمدی میں بھی تابع الشریعت انبیاء حسب دعوے مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہیں تو حضرت موسیٰ پر اس امر میں فضیلت نہ ہوگی، اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ تابعہ و متبوعہ دونوں کے بند کرنے والے ہیں۔

(۶) چھٹی تفسیر آیۃ وخاتم النبیین کی قراءۃ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے۔ جو تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے کہ وہ اس آیۃ کو اس طرح پڑھتے تھے ولکن نبیا ختم النبیین۔ اس واسطے کہ النبیین میں تمام انبیاء مراد ہیں صاحب شریعت و تابع شریعت پس معنی یہ ہوئے کہ ان سب انبیاء کی بعثت کو آپ نے بند کر دیا۔ اور اس قراءۃ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور تفسیر مذکور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ختم اللہ النبیین قبلہ کا ایک ہی مطلب ہے کہ سابقین انبیاء سب کے سب بند ہو چکے کہ ختم کے معنی قطعاً بند کرنے کے ہیں اور ناممکن ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقصد خَتَمَ النبیین سے صرف انبیائے متبوعین ہی ہوں۔ کیونکہ خَتَمَ صیغہ ماضی ہے۔ اس کے معنی سوائے بند کرنے کے دوسرے ہو نہیں سکتے ورنہ تمام آیات و احادیث مفسرہ کے مخالف ہوگا۔

(۷) ساتویں تفسیر خاتم النبیین کی دوسری جگہ کتاب اللہ کی آیۃ ہے جس کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مالم یؤت احدا من العلمین کے ساتھ فرمائی ہے کہ نبوت تابعہ کا جو سلسلہ بنی اسرائیل میں جاری تھا اس کو آئندہ بند کر دیا گیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا لقب مرحمت ہوا یہ تفسیر لفظ مالم یؤت احدا من العلمین سے خود کتاب اللہ نے کی ہے اور آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی خود اللہ سبحانہ تعالیٰ نے تفسیر فرمائی ہے۔ یہ مصداق ہے حدیث قدسی مذکورہ کی جو تفسیر سابق میں گذر چکی اور یہ پیشگوئی کہ آئندہ نبوۃ تابعہ بھی بند ہے صحیح ہے تمام تفاسیر مذکورہ کی جو آیۃ مذکورہ خاتم النبیین کی تفسیر میں وارد ہیں کہ نبوۃ تابعہ بھی جو بنی اسرائیل میں جاری تھی بند ہو گئی ہے فان القرآن یفسر بعضہ بعضا۔

قال سبحانہ تعالیٰ ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ و
رزقناهم من الطیبات وفضلناهم علی العلمین ۔ وقال سبحانہ۔
واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جعل فیکم
انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتٰکم ما لم یؤت احدا من العلمین یعنی نبوت متبوعہ
وتابعہ اور من اور سلویٰ وغیرہ ۔ یہہ انعامات مختص ہوئے بنی اسرائیل کے ساتھ
اسی انعام کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جا بجا قرآن مجید میں فضلناکم علی العلمین سے خطاب
فرماکر بنی اسرائیل کو یاد دلایا ہے ۔ اور اسی خاص انعام کو اذکروا نعمۃ اللّٰہ میں ذکر
فرمایا ہے اور اسی مختص انعام کو جو ما لم یؤت احدا من العلمین میں مذکور ہے ۔
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرماکر پیش گوئی لا نبی بعدی سے احادیث متواترہ
میں آیات مذکورہ کی تفسیر فرمائی ۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک
نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء الحدیث (رواہ البخاری
ومسلم) ۔ اسی آیۃ ما لم یؤت احدا من العلمین کی تفسیر دوسری حدیث
فضلت علی الانبیاء بست بھی ہے ۔ جو تفسیر ص۵ میں مذکور ہے جس میں صراحت ہے
ختم بی النبیون ۔ اس حدیث میں بھی صراحت ہے اس امر کی کہ بنی اسرائیل کو فضیلت
یہہ دی گئی تھی کہ حکومت اور نبوۃ بنی اسرائیل میں جمع کی گئی تھی ۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ یہہ فضل مختص کیا گیا کہ آپ پر بالکلیہ نبوۃ کو بند کردیا گیا ۔ یہہ مختص انعام آپ پر ہوا کہ
تمام سابق انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو میسر نہیں ہوا ۔ نہ موسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی دوسرے
نبی اللہ کو ۔ اس واسطے کہ آپ کے سوا کسی نبی میں نبوت تابعہ بند نہیں کی گئی تھی پس یہہ

حدیث بھی مفسر ہے ما لم یوت احدا من العلمین کی یعنی اگر نبوۃ تابع الشریعۃ بعد خاتم النبیین کے باقی رہے بفرض محال تو ما لم یوت احدا من العلمین کی صداقت کیا ہوگی عیاذا باللہ پس لا محالہ اختم بی النبیون کے وہی معنی مراد ہیں جو حدیث بخاری وغیرہ وانہ لانبی بعدی میں مذکور ہیں کہ میرے بعد نبوۃ تابعۃ الشریعۃ بھی بند ہے جو موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جاری تھی۔

آیۃ ما لم یوت احدا من العلمین کی تفسیر حدیث کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء۔الحدیث میں دو پیش گوئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ نبوت تابعہ بند ہے اور انہ لانبی بعدی میں مذکور ہے۔ دوسری پیش گوئی اس حدیث میں سیکون خلفاء ہے۔ یہ پیش گوئی تفسیر ہے آیۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم کما استخلف الایۃ کی ہے اس پیش گوئی کا ظہور اور صداقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ان سے خلافت کا آغاز ہوا ہے اور وعدۂ الٰہی حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے پورا ہونا شروع ہوا۔ اور پیش گوئی نبوت کے بالکلیہ بند ہونے کا ظہور اللہ سبحانہ نے ابراہیم ابن النبی علیہ السلام کی موت سے حدیث قدسی میں ظاہر فرما دیا۔ جس کی صداقت ما لم یوت احدا من العلمین ہے۔

تنبیہ

حضرات اہل سنت! آیۃ مذکورہ ما لم یوت احدا من العلمین اور اس کی تفسیر حدیث بخاری وانہ لانبی بعدی کی پیش گوئی کہ آئندہ نبوت تابعۃ الشریعۃ بھی بند ہے مصدق ہے تمام تفاسیر و حدیث قدسی وغیرہ مذکورہ کی اسی طرح مصدق ہے ان تمام روایات کی جو متنبیین کی پیش گوئی میں وارد ہیں مسیلمہ سے لیکر اس وقت تک بعدد۔ دریں

یا ستائیس - یا تیس - یا ستر - یا ستر سے بھی زیادہ کے - اس واسطے کہ جب آیۃ کتاب اللہ اور اُس کی تفسیر حدیث بخاری نے نبوۃ جدیدہ تابعۃ الشریعۃ کو بالکل بند کر دیا - اور وحی نبوۃ کا انقطاع ہو گیا تو ہر ایک کے دعوے کے لئے یہہ آیۃ مکذب ہے - اگرچہ مدعیان نبوت ستر سے بھی زیادہ ہیں - پس آیۃ کی دلالت سے ہر ایک روایت صحیح ہے اور مدعی کا دعوے ناقابل تسلیم ہے -

اگر احادیث متواترہ سے پیش گوئی متنبئین کے حق میں وارد نہ ہوتی جب بھی صرف آیۃ مذکورہ صالم یوت احدا اور اُس کی تفسیر وانہ لا نبی بعدی مسیلمہ سے لیکر اب تک تمام موعودین مدعیان نبوۃ جدیدہ کی تکذیب کے لئے خاتم النبیین پر اور قرآن پر ایمان لانے والے کے لئے کافی وافی ہیں کہ ہر مدعی نبوۃ جدیدہ کی اس سے صاف تکذیب ثابت ہے -

(۸) آٹھویں تفسیر آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی وہ احادیث ہیں جو سیوطی وغیرہ محدثین نے اس آیۃ کی تفسیر میں بیان کی ہیں -

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ، واخرج احمد عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی امتی کذابون دجالون سبعۃ وعشرون منھم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبیین لا نبی بعدی -

عہد اسلام میں مدعیان نبوت ہر عہد میں ہر ملک میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی سے چلے آرہے ہیں اور اب تک اُن کا سد باب ہوتا نظر نہیں آتا - احادیث میں اُن

مدعیان نبوت کی کوئی خاص تعداد صراحت کے ساتھ محدود و محصور مروی نہیں ہے۔

کسی روایت میں دو ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فاولتھما کذابین یخرجان من بعدی (رواہ البخاری وغیرہ مرفوعاً)

ایک روایت میں تین ہیں۔ عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ ولتکونن ائمۃ مضلون ولیخرجن علی اثر ذلک الدجالون الثلاثۃ (رواہ الحاکم) مرفوعاً۔

ایک روایت میں ستائیس ہیں جو سابق بیان ہوئی۔

ایک روایت میں تیس ہیں۔ یہ روایت حضرت ثوبان وغیرہ رضی اللہ عنہم کی ہے۔ یہ بھی ابھی بیان ہو چکی ہے۔

کسی روایت میں تیس سے بھی زیادہ ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہ بین یدی الساعۃ الدجال وبین یدی الدجال کذابون ثلاثون او اکثر (رواہ الطبرانی) مرفوعاً

پھر ایک روایت میں ستر ہیں عن ابن عمر رضی اللہ عنہ لا تقوم الساعۃ حتی یخرج سبعون کذابا (طبری مرفوعا)

ایک روایت میں ستر سے بھی زیادہ ہیں عن انس رضی اللہ عنہ یکون قبل خروج الدجال نیف علی سبعین دجالا (رواہ نعیم بن حماد مرفوعا)

تاریخی واقعات سے ثابت ہے کہ عہد اسلام میں بے شمار مدعیان نبوت گذر چکے ہیں۔ اور آیندہ بھی سد باب نہیں۔ مسیلمہ سے لیکر اس وقت تک کسی مدعی نبوت نے شریعۃ القرآن کے سوا کسی خارج شریعۃ القرآن کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ ہر مدعی تحت القرآن ہی دعوے نبوت کر رہا ہے۔ الغرض اپنی نبوت کو قرآن ہی سے ثابت کرتا ہے اور اپنے الہام سے قرآن مجید

کی تفسیر بیان کیا کرتا ہے - یہی طریقہ مسلمہ کا ہے کہ تفسیر القرآن اُس کی الہامی کتاب الفاروق ہے - اور یہی سلسلہ علی محمد باب تک مسلسل ہے کہ اس نے اپنی الہامی تفسیر القرآن کا نام کتاب البیان بتایا ہے - اسمٰعیلیہ فرقہ اپنے پیشواؤں کی الہامی تفسیر القرآن کا نام رسائل اخوان الصفا بیان کرتا ہے کہ قرآن النبوۃ کی تفسیر یہہ رسائل قرآن الائمہ ہیں -

لیکن یہہ ضرور ہے کہ ہر ایک مدعی نے اگرچہ عبادات و احکام فقہ میں تصرف نہیں کیا تاہم عقائد السنۃ کے تغیر و تبدیل میں کم و بیش کسی مدعی نے کوتاہی بھی نہیں کی اور حسب پیش گوئی یغیرون بہا سنتکم کے مصداق ثابت ہوئے -

جس شخص کو تاریخ مدعیان نبوت کی اور اُن کی تشریع پر اطلاع ہے اُس پر خوب روشن طریقہ سے ثابت ہے کہ کوئی مدعی نبوت تغیر سنۃ صحابہ اور تبدیل عقائد السنۃ سے پاک صاف نہیں رہا ہر مدعی نے ضرور ما انا علیہ واصحابی سے کم و بیش انحراف کیا ہے - جن کی تقلید کتاب و سنت نے مفترض فرمائی تھی -

بہر حال خاتم النبیین کی تفسیر احادیث مذکورہ سے مفسرین نے جو کی ہے اور یہہ ثابت کیا ہے کہ نبوت تابعہ کے بھی آپ بند کرنے والے ہیں وہ اس بنا پر ہے کہ مدعیان نبوت کی تکذیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے محض انی خاتم النبیین لا نبی بعدی سے فرمائی ہے اگر نبوت تابعۃ التشریعیۃ آپ کی بعد باقی ہوتی تو ہر مدعی کی تردید و تکذیب انی خاتم النبیین لا نبی بعدی سے نہیں فرماتے ہر مدعی نبوت جدیدہ کو دجال قرار دینا یہ ثابت کرتا ہے کہ کسی طرح کی نبوت جدیدہ کا دعوی حکم ختم نبوت کے بالکل منافی ہے - اور اسی لئے دعوی نبوت جدیدہ دجل قرار دیا گیا ہے -

پس یہاں بھی لا نبی بعدی کے وہی معنی ہوئے جو حدیث مذکور تسوسھم الانبیاء

فما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی) کے ہیں کہ نبوۃ تابعۃ الشریعۃ
بھی بند ہے۔ صرف خلافت باقی ہے۔ اور آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین
کی بدستور وہی تفسیر ہے جو کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور جس تفسیر
کی احادیث متواترہ شہادت ادا کر رہی ہیں۔ کسی آیۃ سے کسی حدیث سے کسی صحابی
کے قول سے۔ کسی تابعی کے قول سے اس کے برخلاف یہ ثابت نہیں۔ کہ نبوۃ جدیدہ
تابع الشریعۃ باقی ہے۔ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حاصل ہو سکتی
ہے جس قدر احادیث مرفوعہ موعودین متنبئین کے حق میں بطور پیش گوئی وارد ہیں۔
بغیر ذکر عدد کے۔ یا عدد کے ساتھ۔ دو۔ یا تین۔ یا ستائیس۔ یا تیس یا ستر یا ستر سے
بھی زیادہ تک اُن سب کو دجال وکذاب ہی فرمایا ہے۔ اور ہر ایک کا دعویٰ تابع الشریعۃ
ہی کا رہا ہے۔ اُن تمام روایات میں استثناء وارد نہیں ہے۔ کہ ان میں سے ایک کا
دعویٰ صحیح ہوگا۔ اور وہ جدیدہ نبوۃ کا نبی اللہ ہوگا۔ نہ مدعیان نبوت کے حق میں استثنا
وارد ہے نہ مدعیان مسیحیۃ قرمطہ۔ شلمغانی۔ تستری۔ باب وغیرہ۔ کے حق میں کچھ
استثنائی صورت کا پتہ ملتا ہے۔

(۹) نویں تفسیر آیۃ وخاتم النبیین کی یہ ہے جس سے ابن کثیر نے ہر نبوت کے
بند ہو جانے پر استدلال کیا ہے عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لی اسماء انا محمد انا احمد
الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا العاقب الذی لا نبی بعدی
کہ اس حدیث میں بھی جنس نبوۃ تابعہ ومتبوعہ کی نفی ہے۔ یہ لفظ لا نبی بعدی
بروایت صحیحین ہے اور مقولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے صحیحین کی روایت کے

سو بعض روایت میں لا نبی بعدہ بھی مروی ہے یہ کلمہ "لا نبی بعدہ" راوی نے زیادہ کیا ہے اور روایت کو انا العاقب تک روایت کرکے عاقب کے معنی بیان کئے اس کے بھی وہی معنی ہیں جو لا نبی بعدی کے ہیں یہ صرف بیان کا فرق ہے جو بالراست اور بلفظہ کہا جاتا ہے، اور دنیا کی ہر زبان میں پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انا العاقب کی تفسیر فرمائی ہے یعنی خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی اللہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ صاحب شریعت اور تابع شریعت تمام انبیاء کے بند کرنے والے ہیں جو آپ سے پہلے گذر گئے ہیں اور اسی بنا پر آپ کو خاتم النبیین کا لقب مرحمت ہوا ہے۔ اور انا العاقب میں وہی پیشین گوئی ہے جو مالم یوت احدا من العلمین میں اللہ سبحانہ تعالے نے ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰) دسویں تفسیر خاتم النبیین کی کتاب اللہ میں بیان شدہ انبیاء سابقین آدم علیہ السلام سے لیکر عہد خاتم النبیین تک جس قدر ہر قوم اور ہر عہد میں گذرے ہیں وہ سب انبیاء علیہم السلام یا صاحب شریعت ہیں یا تابع ہیں ہر دو قسم کے گذرے جن کا ذکر آیۃ کتاب اللہ میں ہے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔

ان تمام انبیاء علیہم السلام سے ہر نبی اللہ کو فرشتہ کے ذریعہ سے دین اسلام کی تعلیم دی گئی ہے خواہ صاحب شریعۃ ہو یا تابع شریعت تعلیم شریعت و دین اسلام کی عقائد کی ہے یا احکام عبادت وغیرہ کی قال سبحانہ تعالی ینزل اللہ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ وقال سبحانہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و

النبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسمعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھرون وسلیمان وآتینا داود زبورا ورسلا قد قصصناھم علیک ورسلا لم نقصصھم علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما الآیۃ۔

ان آیات بینات سے ثابت ہے کہ ہر رسول اللہ ونبی اللہ کو تعلیم الٰہی دین اسلام کی بذریعہ جبرئیل کے ہوئی ہے۔ پس ہر نبی اللہ اور رسول اللہ کی نبوۃ ورسالت کی حقیقت اور ماہیت تعلیم جبریلی ہے۔ قرآن کے ماننے والے کسی فرقہ کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ تعلیم جبریلی اور نبوت ورسالت باہم لازم وملزوم ہیں۔ جس کو اللہ سبحانہ تعالے نے بذریعہ جبرئیل کے دین اسلام کی تعلیم دی وہ ضرور نبی اللہ ہے، رسول اللہ ہے۔ خواہ صاحب شریعت ہے۔ یا تابع شریعت۔ اور جس کو تعلیم الٰہی بغیر جبریل کے حاصل ہے۔ وہ شخص نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں ہو سکتا ہے۔ مثلاً محدث اور مکلم جو اصحاب مجاہدے نفسانیہ سے اللہ سبحانہ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔ اور اُن پر الہامات ہوئے ہیں یا رویا صالحہ مبشرات سے مشرف ہوئے ہیں یہہ اشخاص نبی اللہ نہیں ہیں کیونکہ نبوت اور رسالت کی حقیقت میں قرآن کی صراحت سے تعلیم جبریلی ہونا لازم وضروری ہے۔ کوئی فرقہ مخالف ہو یا موافق اس ضابطہ کا انکار نہیں کر سکتا۔

عقائد اہل سنت میں یہہ ضابطہ مسلمہ ہے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۱۱۱ طبع جدید صفحہ ۵۳۴ طبع قدیم میں بھی اس مسلمہ کو تسلیم کیا گیا ہے "کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام اور عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔"

سو بعض روایت میں لا نبی بعدہ بھی مروی ہے یہہ کلمہ "لا نبی بعدہ" راوی نے زیادہ کیا ہے اور روایت کو انا العاقب تک روایت کرکے عاقب کے معنی بیان کئے اس کے بھی وہی معنی ہیں جو لا نبی بعدی کے ہیں یہ صرف بیان کا فرق ہے جو بالراست اور بلفظہ کہا جاتا ہے، اور دنیا کی ہر زبان میں پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود (انا العاقب) کی تفسیر فرمائی ہے یعنی خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی اللہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ صاحب شریعت اور تابع شریعت تمام انبیاء کے بند کرنے والے ہیں جو آپ سے پہلے گذر گئے ہیں اور اسی بنا پر آپ کو خاتم النبیین کا لقب مرحمت ہوا ہے۔ اور انا العاقب میں وہی پیش گوئی ہے جو مالم یوت احدا من العلمین میں اللہ سبحانہ تعالے نے ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰) دسویں تفسیر خاتم النبیین کی کتاب اللہ میں بیان شدہ انبیاء سابقین آدم علیہ السلام سے لیکر عہد خاتم النبیین تک جس قدر ہر قوم اور ہر عہد میں گذرے ہیں وہ سب انبیاء علیہم السلام یا صاحب شریعت ہیں یا تابع ہیں ہر دو قسم کے گذرے جن کا ذکر آیۃ کتاب اللہ میں ہے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت۔

ان تمام انبیاء علیہم السلام سے ہر نبی اللہ کو فرشتہ کے ذریعہ سے دین اسلام کی تعلیم دی گئی ہے خواہ صاحب شریعۃ ہو یا تابع شریعت تعلیم شریعت و دین اسلام کی عقائد کی ہے یا احکام عبادت وغیرہ کی قال سبحانہ تعالی ینزل اللہ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ وقال سبحانہ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و

النبیین من بعدہ واوحینا الی ابراھیم واسمعیل واسحق ویعقوب
والاسباط وعیسی وایوب ویونس وھرون وسلیمان وآتینا
داود زبورا ورسلا قد قصصناھم علیک ورسلا لم نقصصھم
علیک وکلم اللہ موسیٰ تکلیما الآیۃ۔

ان آیات بینات سے ثابت ہے کہ ہر رسول اللہ ونبی اللہ کو تعلیم الٰہی دین اسلام کی بذریعہ جبرئیل کے ہوئی ہے۔ پس ہر نبی اللہ اور رسول اللہ کی نبوۃ ورسالت کی حقیقت اور ماہیت تعلیم جبریلی ہے۔ قرآن کے ماننے والے کسی فرقہ کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کو تعلیم جبریلی اور نبوت ورسالت باہم لازم وملزوم ہیں۔ جس کو اللہ سبحانہ تعالے نے بذریعہ جبرئیل کے دین اسلام کی تعلیم دی وہ ضرور نبی اللہ ہے، رسول اللہ ہے۔ خواہ صاحب شریعت ہے۔ یا تابع شریعت۔ اور جس کو تعلیم الٰہی بغیر جبریل کے حاصل ہے۔ وہ شخص نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں ہوسکتا ہے۔ مثلاً محدث اور مکلم جو اصحاب مجاہدے نفسانیہ سے اللہ سبحانہ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔ اور ان پر الہامات ہوئے ہیں یا رویا صالحہ مبشرات سے مشرف ہوئے ہیں یہہ اشخاص نبی اللہ نہیں ہیں کیونکہ نبوت اور رسالت کی حقیقت میں قرآن کی صراحت سے تعلیم جبریلی ہونا لازم وضروری ہے۔ کوئی فرقہ مخالف ہو یا موافق اس ضابطہ کا انکار نہیں کرسکتا۔

عقائد اہل سنت میں یہہ ضابطہ مسلمہ ہے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۶۱۱ طبع جدید صفحہ ۵۳۴ طبع قدیم میں بھی اس مسئلہ کو تسلیم کیا گیا ہے "کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام اور عقائد دین جبریل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے"۔

ایضاً ازالہ اوہام طبع جاید ۵۱۵ مسیح بن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہہ امر داخل ہے کہ دینی تعلیم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے حمامۃ البشریٰ صلا قران کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہے۔ یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بواسطہ جبرئیل ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرئیل۔ بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ انتہی

بہر حال نبوۃ و رسالت اور وحی جبریلی مترادف ہیں۔ اور نبوت کا بند ہونا وحی جبریلی کا بند ہونا بعینہ نبوت اور رسالت کا بند ہونا ہے۔

اسی وجہ سے عقیدہ سنت ہے کہ وحی جبرئیلی تعلیم دینی کی جو تمام انبیائے سابقین علیہم السلام پر ہوا کرتی تھی اب بند ہے کیونکہ نبوت و رسالت بند ہے۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذھبت النبوۃ فلا نبی بعدی (رواہ البخاری) یہہ روایت ان الفاظ سے بھی بخاری میں ہے لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔

عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبقی بعدی من النبوۃ شیئ الا المبشرات (رواہ الامام احمد)

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول ولا نبی الحدیث (رواہ مسلم احمد والحاکم)

عن ابن زمل رضی اللہ عنہ (حدیث طویل) قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم لانبی بعدی ولا امۃ بعد امتی (رواہ البیہقی)

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم - الحدیث الطویل (رواہ ابن خزیمۃ والحاکم والضیاء)

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ایضا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانی آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لامحالۃ (وساق الحدیث بطولہ الی ان قال) یا عباد اللہ اثبتوا فانہ یبدأ فیقول انا نبی ولا نبی بعدی الحدیث بطولہ (رواہ الطبرانی)

جب یہہ عقیدۂ اسلامی قرآن سے ثابت ہوا کہ تعلیم دین اسلام، عقائد واحکام کی بغیر نبوت کے نہیں ہوسکتی ہے اور نبوت بغیر تعلیم جبریل کے حاصل نہیں ہوتی خواہ نبوۃ تابعہ ہو یا متبوعہ - اور یہہ بھی ثابت ہے کہ تعلیم جبریل اور نبوۃ اور رسالت ہر دو مترادف اور باہم لازم ملزوم ہیں تو احادیث انقطعت النبوۃ والرسالۃ کے یقیناً یہی معنی ہوے کہ وحی نبوۃ منقطع ہے خواہ نبوۃ متبوعہ کی وحی ہو یا نبوۃ تابعہ کی -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی بنا پر مروی ہے کہ وحی منقطع ہوگئی ہے -

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال انما کانوا یؤخذون بالوحی وان الوحی قد انقطع وانما آخذکم باعمالکم الحدیث اخرجہ الخطیب فی الکفایۃ صـ۴۸

بس آیات مذکورہ اور احادیث مرویہ سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ وحی نبوۃ تابعہ

کی بھی بند اور منقطع ہے۔ تو اس سے قطعاً ثابت ہے کہ آپ انبیاء تابعین کے بھی خاتم یعنی بند کرنے والے ہیں آپ کے بعد کوئی شخص ایسا پیدا ہو نہیں سکتا کہ اس پر تعلیم دینی بذریعہ وحی کے ہو اور وہ تبلیغ کرے اور نبی اللہ کہلائے۔ پس احادیث کی رو سے یہی تفسیر آیۃ وخاتم النبیین کی ہے۔

جب کہ ختم نبوت کا عقیدہ عہد صحابہ کا مسلمہ، مشہور اور بلا خلاف عقیدہ رہا تو ان کے تلامذہ عظام یعنی تابعین میں بھی یہ عقیدہ مسلم رہا چنانچہ یہ امر بلا خلاف مانا جاتا رہا کہ اب نہ تو کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی کتاب اترے گی، حضرت امام حسن بصری مشہور تابعی کے ایک وعظ سے ابن جوزی نے صفۃ الصفوۃ میں روایت کی ہے۔ انہ لا کتاب بعد کتاب نبیکم ولا نبی بعد نبیکم (صفۃ الصفوۃ جلد ثالث ص۱۵۸)

بفرض محال اگر نبوۃ جدیدہ باقی ہے تو نسخ بھی باقی ہے اور کتاب جدید بھی نازل ہونا باقی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی اور باوجود نبوۃ تابعہ کے کچھ احکام منسوخ بھی ہوئے۔ کیونکہ کتاب اللہ یا احادیث میں یہ صراحت کہاں ہے کہ اب کوئی کتاب نہیں نازل ہوگی نہ نسخ ہوگا۔ ہر صنف کی نبوت بند ہونے سے یہہ ثابت ہوا ہے کہ کتاب و نسخ ہر دو بند ہیں۔

(۱۱) گیارھویں تفسیر آیۃ خاتم النبیین کی یہ ہے کہ:۔ اللہ سبحانہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں جا بجا خود انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے جتنے انبیاء ہوئے ہیں وہ ان آیات کی رو سے تعداد میں چوتیس سے بھی زیادہ ہیں جن میں یہہ صراحت ہے کہ انبیاء خاتم النبیین سے سابق میں گذر گئے ہیں۔ ان انبیاء علیہم السلام میں صاحب الشریعۃ اور تابع الشریعۃ بھی ہیں۔ اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے کہ ان میں بعدک کا لفظ آیا ہو

سب آیات میں لفظ قبلك یا اُس کا مترادف لفظ ہے مثلاً ارشاد ہے وکم ارسلنا من نبی فی الاولین لیکن فی الآخرین کسی جگہ کتاب اللہ میں وارد نہیں ہے۔ جس سے بصراحت ثابت ہے کہ آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت تابعہ ہو یا متبوعہ ، بند ہو چکی ہے۔ اور جب نبوت بند ہوئی وحی نبوت بھی خواہ تابعہ ہو۔ یا متبوعہ۔ بند ہو گئی۔

فتوحات مکیہ کی جلد ۳۔ باب (۳۵۳) صـــ ۳۱۶ میں ہے۔ واعلم ان لنا من اللہ الالہام لا الوحی فان سبیل الوحی قد انقطع بموت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان الوحی قبلہ ولم یجیٔ خبر الٰہی ان بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم وحیا کما قال تعالیٰ ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك ولم یذکر وحیا بعدہ۔

وہ آیات جو انقطاع وحی پر دلالت کرتی ہیں۔

والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك الآیۃ		پ ۱ ع ۱
ما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل	الآیۃ	پ ۱ ع ۱۶
فقد کذب رسل من قبلك جاوا	الآیۃ	پ ۴ ع ۱۰
آمنوا بما انزل الیك وما انزل من قبلك	الآیۃ	پ ۵ ع ۶
یومنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك	الآیۃ	پ ۶ ع ۲
وقد استھزئ برسل من قبلك فحاق	الآیۃ	پ ۷ ع ۶
ولقد کذبت رسل من قبلك	الآیۃ	پ ۷ ع ۱۰
ولقد ارسلنا الی امم من قبلك	الآیۃ	پ ۷ ع ۱۱
فسئل الذین یقرؤن الکتب من قبلك	الآیۃ	پ ۱۱ ع ۱۵

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم الآیة پ ۱۳ ع ۶
ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجا وذریة الآیة پ ۱۳ ع ۱۲
ولقد استهزئ برسل من قبلك فاملیت الآیة پ ۱۳ ع ۱۱
ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین الآیة پ ۱۴ ع ۱
وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الآیة پ ۱۴ ع ۱۲
ولقد ارسلنا الی امم من قبلك فزین الآیة پ ۱۴ ع ۴
سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا الآیة پ ۱۵ ع ۸
فلیاتنا بآیت کما ارسل الاولون الآیة پ ۱۷ ع ۱
وما ارسلنا قبلك الا رجالا نوحی الآیة پ ۱۷ ع ۱
وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی
الیه انه لا اله الا انا فاعبدون الآیة پ ۱۷ ع ۲
ولقد استهزی برسل من قبلك فحاق الآیة پ ۱۷ ع ۳
وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا الآیة پ ۱۷ ع ۱۳
وما ارسلنا قبلك من المرسلین الا انهم الآیة پ ۱۸ ع ۱۶
ما اتاهم من نذیر من قبلك الآیة پ ۲۰ ع ۸
ولقد ارسلنا من قبلك رسلا الی قومهم الآیة پ ۲۱ ع ۷
لتنذر قوما ما اتاهم من نذیر من قبلك الآیة پ ۲۱ ع ۱۴
وما ارسلنا الیهم قبلك من نذیر الآیة پ ۲۲ ع ۱۱
لقد کذبت رسل من قبلك الآیة پ ۲۲ ع ۱۳

ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت
لیحبطن عملک الآیۃ پ ۲۴ ع ۴
ولقد ارسلنا رسلا من قبلک منھم من قصصنا الآیۃ پ ۲۴ ع ۱۳
الاما قد قیل للرسل من قبلک الآیۃ پ ۲۴ ع ۱۹
وکم ارسلنا من نبی فی الاولین الآیۃ پ ۲۵ ع ۱۸
کذلک ما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الآیۃ پ ۲۵ ع ۸
واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا الآیۃ پ ۲۵ ع ۱۰
الم یاتکم نبأ الذین من قبلکم قوم نوح الی جائتھم الآیۃ پ ۱۳ ع ۱۴
رسلھم

یہہ تمام آیات ہیں اور اگر جمع کی جائیں تو اور بھی آیات ملیں گی جو شاہد ہیں اور مفسر ہیں آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی کہ ہر قسم کے انبیا علیہم السلام متبوعین اور تابعین گذر چکے اور آپ اُن سب کے بند کرنے والے ہیں اور وحی نبوت بند ہو چکی جس سے نبوت تابعہ و متبوعہ حاصل ہوتی تھی - قرآن مجید میں ایک بھی آیت نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ آیندہ نبوت تابعہ باقی ہے اور نبوت متبوعہ بند ہو گئی ہے بلکہ حدیث موضع تلک اللبنۃ میں قبل کا لفظ ہے یہ حدیث پہلے بیان ہو چکی - بعد کا لفظ کہیں نہیں ہے - پس تمام قرآن شریف ان آیات سے بھرا ہوا ہے - جن سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاے سابقین متبوعین و تابعین سب کے خاتم ہیں اور نبوت تابعہ کے بھی بند کرنے والے ہیں -

اور حدیث لا نبی بعدی پیش گوئی اور مفسر ہے خاتم النبیین کی کہ اللہ

سبحانہ تعالیٰ کا وعدہ ختمی ہے کہ آیندہ نبوت تابعہ حسب سلسلہ موسویہ اور متبوعہ بھی بالکل بند ہے۔ اس کے بعد جو مدعی نبوت ہو اگرچہ وہ نبوت تابع الشریعۃ کا مدعی کیوں نہ ہو سیدنظر بعدی دجالون میں داخل ہوگا۔ اور اسی کی تصریح ہے ما لم یوت احداً من العلمین میں۔

ختم نبوت پر اجماع امت

اصول فقہ کا مسلمہ ہے کہ جس مسئلہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہو اُس اجماع کی اصل کے لئے نص شارع کا دریافت ہونا باقی امت اسلام کے ضروری نہیں ہے اسلئے کہ بغیر اصل اور قطعیت علم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اجماع نہیں کیا اور بغیر تعلیم قطعی نبوی کے اجماع صحابہ کا ناممکن ہے بلکہ اجتہادی مسائل میں ہمیشہ اختلاف رہا ہے کیونکہ اس کے لئے کوئی نص قطعی نہیں ہوتا۔

بہرحال ہمارے لئے اجماعی مسائل صحابہ میں (حسب اصول فقہ) ضروری نہیں کہ اصل تعلیم نبوی دریافت کریں۔ اس واسطے کہ تقلید صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کی امتہ اسلام پر کتاب اللہ نے ویتبع غیر سبیل المومنین کے حکم سے مفترض فرمادی ہے اور اُسی کی تفسیر میں تعلیم نبوی میں احادیث متعددہ و متواترہ وارد ہیں اصحابی امنۃ لامتی اور ما انا علیہ واصحابی۔ کہ جس طرح تقلید خاتم النبیین کی مفترض ہے۔ اسی طرح تقلید صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کی مفترض ہے۔ علی ھذا القیاس خیر القرون ثلثہ کی تقلید بھی بحکم حدیث خیر القرون کے امتہ پر مفترض ہے کیونکہ یہ حدیث تفسیر ہے آیۃ والذین اتبعوھم باحسان کی لیکن جس عالم کو علوم سلف امتہ (خیر القرون) پر کافی اطلاع ہے وہ خوب واقف ہے کہ صحابہ

رضی اللہ عنہم کا اجماع ضرور توقیفی ہوا ہے۔ اگرچہ اُس مسئلہ مجمع علیہا میں صحابہ سے روایت توقیف کی مرفوعاً دریافت نہ ہو کیونکہ اُس وقت تصنیف اور تدوین روایت و مسائل و احکام کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ بلکہ تعلیم نبوی صحابہ کے صدور ہی میں محفوظ تھی۔ اگرچہ ہمکو اُس مافی الصدور کا علم نہ ہوا ہو۔

قرآن شریف مصحف عثمانی جو امت میں شائع ہے محض صحابہ رضی اللہ عنہم کی تبلیغ اور اُن کے اجماع سے شائع ہے۔ اگرچہ اُس کی تفصیل جمع کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے از روئے روایت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا ہے۔ بلکہ تفصیل سور و آیات سور کی جو مافی المصحف ہے۔ صرف صحابہ کے اجماع تک موقوف ہے۔ اس اجماع کی تقلید میں امت کو خلاف نہیں ہے۔

البتہ جو فرقہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب سوء ظن رکھتا ہے۔ وہ فرقہ تقلید صحابہ کی ضروری نہیں سمجھتا ہے اور قرآن کے ثبوت میں متردد ہے۔

مسئلہ

ختم نبوت کہ متبوعہ و تابعہ ہر دو جہ سے بند ہے۔ یہ مسئلہ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے اجماعی ثابت ہے۔ جس طرح قرآن (مصحف عثمانی) کا مسئلہ اجماعی ہے۔ بلکہ ختم نبوت کا مسئلہ بہ نسبت اجماع مصحف کے زیادہ تر روشن ہے۔ اس واسطے کہ ختم نبوۃ بالکلیہ کی تفصیل آیات متعددہ اور احادیث متواترہ مذکورہ تعلیم نبوت تحت القرآن والاحادیث الصحیحہ سے ثابت ہے۔ ایسی تفصیل مصحف کی سور اور تعداد آیات سور کی ہرگز مرفوع روایات و آیات القرآن سے ثابت نہیں ہو سکتی ہیں۔

اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع نبوۃ بالکلیہ (متبوعہ اور تابعہ) کے بند ہونے پر اُن کے تعامل سے ثابت ہے کہ مدعیان نبوت جدیدہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی عہد صحابہ میں حسب پیش گوئی سیکون اور سیظھر بعدی دجالون کے پیدا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور اپنی نبوۃ جدیدہ کو تحت شریعۃ القران یعنی نبوۃ تابعہ کہتے تھے۔ مثلاً مسیلمہ اور اسود عنسی اور حضرت طلیحۃ بن خویلد رضی اللہ عنہ کہ ہر ایک کا دعوے نبوت جدیدہ کا تحت القران ہی تھا۔ اور ہر ایک نے اپنے الہام سے تفسیر القران کر کے دعویٰ نبوۃ کیا تھا چنانچہ مسیلمہ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور قرآن پر ایمان اور اُس کی تقلید مفترض کہتا تھا۔ اور تفسیر القران اپنی الہامی کتاب فاروق کو بیان کرتا تھا۔ اور اُس کی تعلیم تھی کہ جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا فرض ہے۔ اسی طرح مجھ پر ایمان لانا امۃ محمدیہ پر فرض ہے کہ میں شریک فی النبوۃ مثل ہارون علیہ السلام کے ہوں کما ارسلنا الی فرعون رسولا میں اسی وجہ سے تشبیہ وارد ہے۔ غرض یہی دعوی عنسی کا ہے اور یہی دعوی حضرت طلیحہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ قرآن کے خلاف کسی مدعی نے جدید شریعت بیان نہیں کی ہے۔ بلکہ قرآن ہی کے پردہ میں اور قرآن ہی کی پناہ لیکر آیات القرآن کی اپنی الہامی تفاسیر سے تغییر کر کے صحابہؓ کے خلاف کیا۔

(باوجود اسکے)

کہ ہر ایک کا دعوے تحت شریعۃ القرآن کا ہے تاہم صحابہ رضی اللہ عنہم نے بلا توقف اور بغیر کسی دریافت کے محض دعوے نبوت جدیدہ کی بناپر ہر ایک مدعی پر ارتداد کا حکم جاری

کیا کہ اُن کے علم میں محض یہہ دعوے قطعی عقیدہ کا انکار ہے۔ اسلئے کہ نبوت صفات اللہ
سے متعلق ہے اور مسئلہ ذات وصفات کی شرح باب عقائد سے ہے نبوۃ تعلیم الٰہی ہے
ارسال جبریل سے نبی اللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ اور تعلیم اور ارسال ہر دو صفۃ اللہ سے
ہیں جس طرح مشیۃ الٰہی ولکن یمنّ علی من یشاء من عبادہ صفات اللہ سے ہے
اور جب اس عقیدہ میں ثابت ہو چکا تھا کہ اب تعلیم الٰہی بذریعہ ارسال جبریل بحکم کتاب
وتعلیم نبوت کے قطعاً بند ہے تو پھر کسی صحابی نے چون وچرا نہیں کیا اور کسی مدعی نبوۃ
سے دریافت کی ضرورت نہیں سمجھی اور بغیر دریافت کسی تفصیل کے بے تامل ہر مدعی کے
محض دعوے اور تبلیغ پر حکم ارتداد جاری کیا ہے۔ یہہ تعامل صحابہؓ کا ہے۔ کہ اس حکم کے
دینے میں مہاجرین وانصار سب متفق تھے۔ ہر سہ مدعیان مذکورین کے علاوہ اور بھی
صحابہ رضی اللہ عنہم کے عہد میں مدعیان نبوت جدیدہ جابجا پیدا ہوے ہیں۔ لیکن یہی حکم
اجماعی سب پر جاری کیا گیا اور یہی تعامل رواں رہا ہے۔ کسی صحابیؓ نے یا کسی تابعی
نے اس حکم کی تقلید میں خلاف نہیں کیا۔ اور جب صحابہؓ کا یہہ تعامل صحابہؓ کے عہد
میں جاری ہا تو اس کے بعد یہی حکم اسی تعامل کی تقلید میں سلف قرون ثلثہ میں جاری
ہوا ہے کہ ہر ملک میں دعوے نبوت جدیدہ ہوتا رہا۔ اور ہر مدعی پر سلف امۃ نے
اسی تعامل کی تقلید میں اپنا عمل درآمد رکھا ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف (خیر القرون) کے اسی تعامل پر آج تک امۃ اسلام
میں یہی حکم ثابت ہے اور ہر زمانہ میں ہر مدعی پر یہی حکم جاری کیا جاتا ہے۔

یہ تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف خیر القرون کا کہ بے محابا محض دعوے نبوت
جدیدہ پر بغیر تفتیش اور بغیر تفصیل اور شرح کے کہ مدعی کا دعوے نبوت تبوعہ کا ہے۔

یا تابعہ کا ہے۔ حکم ارتداد جاری کرنا مستقل تفسیر ہے آیۃ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کی یعنی جس طرح تمام احکام شریعت کے تعامل امت سے ثابت ہیں۔ اسی طرح خاتم النبیین کی یہہ تفسیر کہ نبوت متبوعہ وتابعہ ہر وجہ سے اور بالکلیہ بند ہے۔ تعامل امت (صحابہ و سلف وسائر امۃ) سے ثابت ہے۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی موجود تھے مدعیان نبوت جدیدہ پر صاف حکم ارتداد جاری ہوا ہے۔ پھر ان ہردو حضرات کے کلام سے بقاء نبوت جدیدہ پر استدلال کیلئے جائز ہوا۔ بلکہ ہر وجہ سے نبوۃ جدیدہ کے بند ہونے پر ہی تعامل ثابت رہا۔ پس اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ صرف لفظ خاتم النبیین متواتر مروی نہیں ہے۔ بلکہ اسی معنی اور اسی تفسیر کے ساتھ متواتر ہے کہ نبوۃ جدیدہ بالکلیہ بند ہے۔ اور تعاملاً یہی معنی متواتر ہیں۔

اسی تعامل صحابہ رضی اللہ عنہ پر تمام سلف اور سائر ائمۃ العقائد اور فقہاء کا اجماع اور تعامل رہا ہے۔ فقہ حنفی ہے۔ یا شافعی یا مالکی ہے یا حنبلی ہے ہر مدعی کے لئے وہی حکم ہر ایک امام کے فقہ میں مفتیٰ بہ رہا ہے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول بہ تھا۔ کسی فقیہ نے ائمۃ الفقہا سے اختلاف نہیں کیا ہے اور کوئی تفصیل کسی فقیہ سے مروی نہیں ہے۔ کہ تابع الشریعۃ کا مدعی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

پس یہہ حکم عام ہر مدعی نبوۃ جدیدہ کے لئے اجماعی ہے کہ تمام امت محمدیہ اہل سنت کو اس پر اتفاق ہے۔ کسی فقیہ کا اختلاف نہیں ہے۔ اور جو احکام فقہیہ اجماعی ہیں وہ احکام اہل سنت کے نزدیک تعلیم نبوی سے (کہ تحت القران والحدیث ہے) مفترض التقلید ہیں۔ اگرچہ سند اس اجماع کی معلوم نہ ہو۔ یواقیت کے (۳۵) بحث میں شیخ اکبر محی الدین کی فتوحات باب (۳۶۲) سے نقل کیا ہے قالوان الائمۃ لاتجمع علی امر الا

وھم یعرفون دلیلاً وان لم یبدہ لنا فنحن نقطع بتخطیۃ خرق الاجماع سواء علمنا لھم دلیلاً فی ذلک او لم نعلم۔

پھر جب اجماع امت کی دلیل بھی صراحت کتاب اللہ سے اور صراحت احادیث متواتر صحاح سے اس مسئلہ میں ثابت ہو گئی ہے۔ تو پھر مسلمان کو سرتابی کرنے کی مہلت کب حاصل ہے۔ کہ تعلیم دین اور اسلام کا بذریعہ نبوت جدیدہ تابعہ کے اور بذریعہ تعلیم الٰہی کے باقی رہنا جائز رکھے۔ جبکہ قرآن کی اور احادیث کی صراحت نبوت جدیدہ اور تعلیم جبریلی کو بصراحت بند کر چکی اور اُس پر عہد صحابہ سے لیکر آج تک امۃ اسلام کے فقہا کا اجماع رہا ہے۔ شفائے قاضی عیاض میں صراحت ہے اس امر پر کہ ہر صنف کی نبوت جدیدہ کا دعوے خرق اجماع ہے ملاحظہ ہو۔

وکذلک من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم او بعدہ القائلین بتخصیص رسالتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی العرب و کالخرمیۃ القائلین بتواتر الرسل کاکثر الرافضۃ القائلین بمشارکۃ علی رضی اللہ عنہ فی الرسالۃ وبعدہ کذلک کل امام عند ھؤلاء یقوم مقامہ فی النبوۃ والحجۃ وکالبزیغیۃ والبیانیۃ منھم القائلین بنبوۃ بزیغ وبیان ومن ادعی لنفسہ اوجوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبتھا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذلک من ادعی منھم انہ اوحی الیہ وان لم یدعی النبوۃ او انہ یصعد الی السماء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمراتھا ویعانق الحور العین فھؤلاء مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ

خاتم النبیین لا نبی بعدہ ، واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ ارسل الی الناس کافۃ واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھوم المراد منہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا اجماعا وسمعا وکذالک وقع الاجماع علی تکفیر کل من دافع نص الکتاب ونص الحدیث مجمع علی نقلہ مقطوع بہ مجمع علی ظاھرہ ،

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے انہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ ای ینبا فلا یرد عیسیٰ لانہ نبأ قبلہ وینزل بعدہ و یحکم بشریعتہ ویصلی الی قبلتہ ۔ اسی طرح ملا علی رحمہ اللہ نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے کعیسیٰ وخضر والیاس علیھم السلام فلا یناقض خاتم النبیین ۔یعنی ان انبیاء علیہم السلام کی جدید نبوۃ نہیں ہے۔ کہ بعد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہو۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ بعد آپ کے جدید نبوہ کسی کو حاصل نہ ہوگی ۔ کہ نبوۃ جدیدہ کا حاصل ہونا نسخ نبوۃ سابقہ ہے اسی اجماع اہل سنت پر صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت قدم ہیں کہ نبوۃ جدیدہ حاصل ہونا ہر وجہ سے بند ہے ۔ یواقیت کے صـ۳۵ میں ہے اعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین کما انہ خاتم النبیین وان کان المراد بالنبیین فی الآیۃ ھم المرسلین۔

حضرات اہل سنت اسی آیۃ ختم النبیین ہی سے تمام اہل سنت علماء وصوفیہ کا اجماع ہے کہ ہر دو صنف کی نبوۃ بند ہے ۔ یواقیت کے صـ۳۷ میں امام غزالی رحمہ اللہ

سے نقل ہے - لایخفی ان الشخص اذا کان مؤمنا بالقرآن قاطعا بانہ کلام اللہ تعالی فالواجب علیہ ان یأخذ عقیدتہ منہ من غیر تاویل ولا عدول الی ادلۃ العقول (الی ان قال) واثبت انہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء بعثا بقولہ تعالی وخاتم النبیین -

عقائد السنۃ کی کتابوں میں بھی اسی آیۃ سے استدلال کر کے ہر نبی کی نبوۃ کا بند ہونا عقیدۂ سنۃ قرار دیا ہے - اسی اجماع کی بنا پر ابن حزم ظاہری نے کتاب الملل میں اس عقیدہ کو متواترات میں شمار کیا ہے - کہ جس طرح بتواتر اور توارث وجود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اُن کے معجزات - اور مصحف عثمانی ثابت ہے اُسی تواتر اور توارث سے ثابت ہے کہ بعد آپ کے کوئی نبی بنبوۃ جدیدہ پیدا نہیں ہو سکتا ہے -

ملل نحل میں ہے وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لانبی بعدہ الا ما جاءت الاخبار الصحاح من نزول عیسی بن مریم الذی بعث الی بنی اسرائیل وادعی الیہود قتلہ وصلبہ فوجب الاقرار بھذہ الجملۃ وصح ان وجود النبوۃ بعدہ علیہ السلام باطل لایکون البتۃ وبھذا یبطل قول من قال بتواتر الرسل ابدا -

عیسی ابن مریم علیہ السلام کی تفسیر ابن حزم نے اس بنا پر کی کہ حسب تعلیم نبوی کے عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے متواتر اور متوارث ہے کہ عیسی بن مریم علیہ السلام اسرائیلی نازل ہوں گے - حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اسی شہرۃ کو بیان فرمایا کنا نحدث ان عیسی خارج فان خرج فقد کان قبلہ وبعدہ - اور اسی شہرت کی وجہ سے تقریباً تیس ۳۰

صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً عیسی بن مریم علیہ السلام کی پیش گوئی مروی ہے پس یہہ پیش گوئی بھی مثل پیش گوئی لا نبی بعدی اور آیۂ خاتم النبیین کے تم اترات ادر متواترات ہے۔

پس اب اس توارث اور تواتر کے بعد قرمط۔ اور شلمغانی اور تستری اور باب و بہار کا دعوے مسیحیت کرنا اور عیسی بن مریم کے معنی میں تاویل کرنا یعنی اپنے اپنے الہام کی بنا پر صرف اُن کے الہاموں کی آفرینش ہے۔ اور اپنی اپنی مسیحیت کا دعوے نبوت جدیدہ سے بیان کرنا کتاب اللہ اور احادیث متواترہ سلف اور اجماع امت اور تعامل کے سراپا خلاف ہے۔ اسی وجہ سے علمائے شریعت اور صوفیہ اہل سنت نے مسیلمہ سے لیکر آج تک کسی موعود کی نبوۃ اور امامت اور مسیحیت اور مہدویت بالالہام والوحی کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ وہی حکم صحابہ رضی اللہ عنہم کے تعامل کے مطابق ہر مدعی پر جاری کیا ہے یہہ محض اس دعوے سے تکذیب اور تردید نص قطعی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی لازم ہے۔

عقائد السنۃ

ان لوگوں کے سوا جو ما انا علیہ و اصحابی کے مقلد ہیں۔ اور باقی جسقدر فرقے ہیں ان کے عقائد یا عقل و فلسفہ کی پیدائش سے ہیں مثلاً فرقہ ہائے معتزلہ سو عقل کو نقل پر ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا اجماعی عقیدہ یہہ ہے کہ رسول اللہ کی خبر پر ہم جب ایمان لا سکتے ہیں کہ اُس خبر کو عقل تسلیم کرے۔ اسی وجہ سے بالاجماع یہہ فرقے اللہ سبحانہ کا متکلم ہونا تسلیم نہیں کرتے کیونکہ کلام کرنا صفات حیوان سے ہے۔ اور مصحف عثمانی کو جبریل علیہ السلام کا کلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ اس مصحف میں یہی وارد ہے وانہ لقول رسول کریم۔ اور اسی عقیدہ اور اسی ضابطہ کی بنا پر جس ضابطہ سے

صفات اللہ کلام اور استوی علی العرش کی نفی کرتے ہیں اُسی ضابطہ سے اشراط الساعۃ کے اخبار ظاہری معانی کے ساتھ اور احوال قیامت معہودہ یعنی فنائے عالم حسیات کی بھی نفی کرتے ہیں۔ کہ حسب تقضائے عقل یہہ اخبار قابل تسلیم نہیں ہیں۔ اسی ضابطہ پر مدعیان مسیحیت۔ قرمط شلمغانی۔ تستری۔ باب۔ بہا وغیرہ نے اپنے دعوے کی بنا رکھی ہے۔ کہ عیسی بن مریم علیہ السلام کا اسقدر مدۃ تک زندہ رہنا اور حسب تعلیم خاتم النبیین کے آیندہ ظاہر ہونا عقلاً ثابت نہیں ہوسکتا ہے۔

معتزلہ کے سوا باقی سب مدعیان موعودین کے عقائد اُن کے الہاموں کی پیداوار ہیں۔ اگر ان موعودین پر الہام نہ ہوے ہوتے تو ہرگز اُن کے یہہ عقائد قرار نہ پاتے اُن موعودین کے عقائد صرف اُن کے الہاموں کی ایجاد ہیں۔ اعجاز احمدی مصنفہ موعود صاحب کے صفحہ۳ میں ہے۔ اور ہم اس کے جواب میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں ہے۔ بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ پس ہر مدعی کا دعوے صرف اُس کے الہام ہی پر مبنی ہے۔

(حضرات اہل سنت) آپ کو معلوم ہے کہ مصحف عثمانی میں ہرگز نبوۃ جدیدہ کے ساتھ آنے والا موعود نہیں ہے۔ بلکہ حیاۃ عیسی بن مریم کی صراحت بیان ہے ما المسیح بن مریم الا رسول وغیرہ آیات میں جس طرح موسی علیہ السلام کا زندہ رہنا کتاب نور الحق صفحہ۵ ہے وکلمہ ربہ علی طور سینین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسی فتی اللہ الذی اشار الیہ فی کتابہ الی حیاتہ و فرض علینا ان نومن بانہ حی فی السماء ولم یمت ولیس ھو من المیتین۔ اسی طرح میں وانہ لعلم للساعۃ جس کی تفسیر خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم نے والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی بن مریم الحدیث اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آیۃ لیومنن بہ قبل موتہ کی تفسیر میں موعود ہونا فرمایا ہے۔ یہ تفسیر احادیث متواترہ سے ثابت ہے جس کی فہرست اس مقدمہ کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔ کس طرح ہو سکتا ہے۔ بلکہ ہر موعود کے دعوے کی بنیاد صرف اُس کا الہام ہی رہا۔

اصحاب سنت کے عقائد کسی الہامی کی ایجاد نہیں ہیں۔ علوم لدنیہ سے ماخوذ نہیں ہیں حکما اور فلاسفہ اور معتزلہ کے مرتب کردہ نہیں ہیں۔ تاریخ عالم سے مستنبط نہیں ہیں۔ کہ تاریخ کا تعلق حسیات و عالم مشاہدات سے ہوتا ہے۔ اور دین اسلام کا ماخذ عالم غیب الغیب ہے۔ اسلئے اہل سنت کے عقائد تعلیم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی تلقین سے ماخوذ ہیں اور وہ عقائد دین العجائز ہیں دین الحکما نہیں ہیں یؤمنون بالغیب کے تحت داخل ہیں۔ عقائد کے حق میں اہل سنت کا ضابطہ یہ ہے کہ نقل عقل پر مقدم ہے۔ یہ فرقہ اجتہاد اور رائے زنی سے عقائد میں بالکل پاک ہے۔ اسی پر اصحاب عقائد السنۃ کا اجماع ہے۔ ان کے عقائد تعلیم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو علمائے سلف صحابہ و تابعین خیر القرون نے تلقین نبوی سے استنباط کرکے آئندہ امت کو تبلیغ فرمائی ہے۔ اور تمام امتہ کو کتاب اللہ نے اُس تبلیغ کی تقلید کا حکم دیا ہے۔ جن کی تبلیغ سے کتاب اللہ کا وجود آج تک قائم ہے اور ائمۃ العقائد نے اُس تبلیغ کو مدونات العقائد میں منضبط فرما دیا ہے اور قرناً بعد قرن وہ مدونات آج تک تواتر و توارث تدارسیا عن تدریس و تصنیفا عن تصنیف مثل کتاب اللہ کے امت میں شائع ہیں اس توارث میں اعتراض کرنا ایسا ہے۔ جیسے

بعض فرقوں نے کتاب اللہ کے ثبوت میں شک کیا ہے۔

عقائد السنۃ کے مدونات میں وہ عقائد منضبط ہیں جن کو ائمۃ العقائد نے مدون فرمایا ہے جن پر ما انا علیہ واصحابی اور لایزال طائفۃ من امتی صادق ہے اور یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ کا اطلاق جن پر درست ہے۔ یہ وہ ہیں جو مجددین اُمۃ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں۔

حضرات اہل سنت آپ کو معلوم ہے کہ ہر فن کا مسئلہ ماہرین فن کے مدونات وتصانیف سے ثابت ہوتا ہے۔ خواہ فن ریاضی کا مسئلہ ہو یا لغت کا یا فقہ کا۔ پس یہ مسئلہ کہ نبوت جو دین کی تعلیم کے واسطے اللہ سبحانہ تعالے نے جاری فرما رکھی تھی تابعہ ہو یا متبوعہ بند ہوئی یا نہیں ہوئی اس کو بھی عقائد السنۃ ہی سے دریافت کرنا ہوگا۔ عقائد السنۃ میں بالاجمال بلا خلاف کسی فقیہ عالم سنی العقیدہ کے یہ عقیدہ تصانیف عقائد میں ثابت ہے کہ ہر وجہ سے نبوۃ بند ہے۔ شرح عقائد نسفی میں ہے قد دل کلامہ وکلام اللہ المنزل علیہ علی انہ خاتم النبیین وانہ مبعوث الی کافۃ الناس بل الی الجن والانس۔ اور شرح عقائد دوانی میں ہے قولہ تعالی اکملت لکم دینکم دینکم الآیۃ فلم یبق بعدہ حاجۃ للخلق الی بعثۃ نبی بعدہ فلذلک ختم بہ النبوۃ واما نزول عیسی علیہ السلام ومتابعتہ لشریعتہ فیوکد کونہ خاتم النبیین۔ اس عقیدہ سنت کے خلاف عقائد السنۃ کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ کہ جدید نبی اللہ کوئی پیدا ہوگا اور دین الٰہی تعلیم دیگا بحوالہ وحی الٰہی یہی عقیدہ تمام صوفیہ کرام اہل سنت کا ہے یواقیت کے صفحہ ۳۵ میں ہے واعلم ان الاجماع قد انعقد علی انہ الخ سابق میں یہ عبارت گذر گئی ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ نے فص عزیزی فصوص الحکم میں لکھا ہے واعلم ان الولایۃ ھی الفلک المحیط العام ولھذا لم تنقطع ولھا الانباء العام

واما نبوۃ التشریع والرسالۃ فمنقطعۃ وفی محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد انقطعت فلا نبی بعدہ مشرعا او مشرعا لہ ولا رسول وھو المشرع۔
یعنی ولایۃ جو اکتسابی چیز ہے اور عام ہے کہ ہر ملۃ کا انسان مذہبی اور غیر مذہبی حاصل کر رہا ہے منقطع نہیں ہوئی ہے۔ اور نبوۃ تشریع۔ یعنی جبریلی تعلیم کی نبوۃ۔ تابعہ اور متبوعہ جو عقائد و احکام سکھانے والی تھی خاتم النبیین پر بند ہوگئی ہے۔ کہ باب نزول جبرئیل بند ہے جس کے ذریعہ سے نبوۃ تابعہ اور متبوعہ حاصل ہوتی تھی۔ جس پر صراحۃ قرآن و احادیث صحیحہ اور اجماع سلف شاہد عادل ہیں۔ شیخ ابن عربی کا یہ قول فلا نبی بعدہ مشرعا او مشرعا لہ ولا رسول وھو المشرع شرح ہے حدیث صحیح حضرت انس وغیرہ رضی کی ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ اسی بنا پر سندونات عقائد السنۃ میں متوارث یہ عقیدہ مشہور رہا ہے کہ ہر صنف کی نبوۃ تابعہ و متبوعہ ہر دو بند ہوگئی ہے۔ اسی بنا پر طبقات القراء للجزری میں ہے قال السعیدی دعتنی نفسی لتالیف کتاب موجز فی القراٰت متمما بیعقوب ابن اسحق (احد القراء السبعۃ) فی القراٰت کما تمم بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم النبوات (جلد دوم طبقات القراء للجزری) یعنی تمام قراٰت یعقوب پر تمام ہو کر بند ہوگئیں۔ جس طرح تمام نبوات (تابعہ و متبوعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو کر بند ہوگئیں۔ اسی وجہ سے شیخ اکبر ابن عربی نے لکھا ہے کہ نبوۃ کے حصول کی دعا کرنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ کہ امر محال اور خلاف شرع ہے۔ فتوحات کے باب معرفۃ اہل مکہ صفحہ ۶۹۹ جلد ۲۔ میں ہے۔ فان باب الرسالۃ والنبوۃ مغلق وینبغی للعاقل ان لا یسأل اللہ فی المحال وبعد الاخبار الالھی بغلق ھذا الباب فان السائل یضرب فی الحدید البارد ولا یصدر ھذا السوال عن مومن انتھی۔

اسی عقیدہ اہل سنت کی تائید اور شہادت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول وارد ہے کہ وحی نبوۃ منقطع ہو گئی۔ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے لا نبی بعد نبیکم (وقد سبق) یہی عقیدہ اہل سنت میں تعلیم نبوت سے لیکر آج تک مصحف عثمانی کے مانند امۃ اسلام میں متوارث ہے۔ علما و عملا و تصنیفا و تدریسا و وعظا و تذاکیرا۔ کسی سنی العقیدہ سے یہہ بات مروی نہیں ہے کہ جدید نبوۃ کے ساتھ کسی نبی اللہ کا آنا ہوگا۔ یا کسی مدعی نبوۃ جدیدہ تابع الشریعۃ کو کسی سنی العقیدہ نے نبی اللہ سمجھا ہو۔ (ولو تابع الشریعۃ)

البتہ مسیلمہ نے نبوۃ تابع الشریعۃ کا فتح الباب اپنے دعوے شرکۃ فی النبوۃ سے کیا ہے کہ شریک فی النبوۃ نبی اللہ تابع الشریعۃ ہی ہوتا ہے۔ پھر یہی دعوے تابع الشریعۃ کا ہر مدعی نے جاری کر رکھا اور لفظ نبوۃ کو دوسرے لفظ سے بدل کر معنی نبوت کا دعوے کرنا فرقہ ہائے خطابیہ۔ سبائیہ سے ہوا ہے کہ اپنے اپنے پیشواؤں کا نام امام اور محدث اور مہدی اور مظہر حق یا مجازی اور ظلی نبی رکھا ہے اور اُن کو مامور من اللہ اور مفترض الطاعۃ فی الدین جانتے ہیں۔

فہرست احادیث

ان احادیث کی فہرست جن سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا
مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسرائیلی ہوں گے،
کوئی دوسرا مثیل وغیرہ مقصود نہیں ہے۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم عیسی بن مریم حکما مقسطا و اماما عدلا، دوسری روایت میں ان ہی حضرت ابوہریرہ سے بخاری و مسلم ہی میں ہے، کیف بکم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم، ایک تیسری روایت میں ان ہی سے مروی ہے، واللہ لینزلن عیسی بن مریم حکما

عدلا وانا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الدنیا والآخرۃ لیس بینی وبینہ نبیٌ (رواہ البخاری ومسلم واحمد وغیرھم) ۔ لیس بینی، وبینہ نبی یعنی عیسی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض ینزل بین ممصرتین، (رواہ ابو داؤد فی السنن)

ان کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ سے ابوداؤد الطیالسی نے مسند میں، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابونعیم نے حلیہ میں، ابوسعید النقاش نے، حاکم نے مستدرک میں، مسلم نے متعدد جگہ صحیح میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے فردوس الاخبار میں ان ہی الفاظ کے ساتھ بیسیوں حدیثیں روایت کی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے امام احمد نے مسند میں روایت کی ہے عن عبداللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسی وعیسی قال فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لاعلم لی بھا فردوا الامر الی موسی فقال لاعلم لی بھا فردوا الامر الی عیسی فقال اما وجبتھا فلا یعلمھا احد الا اللہ وفیما عھد الی ربی عزوجل ان الدجال خارج قال ومعی قضیبان فاذا رآنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیھلکہ اللہ، الحدیث،

اس کے علاوہ حضرت ابن مسعودؓ سے ابن ماجہ نے سنن میں حضرت حذیفہؓ سے مسلم واحمد نے، حضرت واثلہؓ سے طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے، حضرت ابن عباسؓ سے ابن عساکر اور ابن النجار نے، حضرت نواس بن سمعانؓ سے ابن عساکر نے، حضرت ابوامامہ سے ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ضیاء نے، حضرت ابن عمرؓ سے مسلم، احمد، حاکم، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد،

ابن عساکر اور ابن الجوزی نے ، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضؓ سے احمد ، ابن عساکر ، نعیم بن حماد نے ، حضرت ثوبان رضؓ سے احمد ، نسائی اور ضیاء مقدسی نے ، حضرت جابر رضؓ سے احمد ، اور ابن خزیمہ نے ، حضرت جبیر رضؓ سے ترمذی اور حاکم نے ، حضرت مجمع بن جاریہ رضؓ سے طبرانی نے ، حضرت ابو سریحہ رضؓ سے طبرانی ، بغوی اور ابن عساکر نے حضرت عمار بن یاسر رضؓ سے دارقطنی ، خطیب اور ابن عساکر نے ، حضرت سمرۃ بن جندب رضؓ سے حاکم ، طبرانی اور رویانی نے ، حضرت عبداللہ بن مغفل رضؓ سے طبرانی نے ، حضرت نافع بن کیسان رضؓ سے بخاری و ابن عساکر نے ، حضرت انس رضؓ سے ابن خزیمہ ، ابن ماجہ اور حاکم نے ، حضرت عروہ بن رویم رضؓ سے ابو نعیم نے ، حضرت علی بن ابی طالب رضؓ سے ابن المنادی نے ، حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ سے ترمذی نے ، اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ سے ابن ابی شیبہ نے بسند متصل اور مرفوع اسی مضمون کی حدیثیں روایت کی ہیں ، اور ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں جن کا استیعاب نہیں کیا گیا ،

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضؓ میں سے کوئی یہ خیال نہیں کرتا تھا کہ عیسیٰ سے عیسیٰ بن مریم مسیح ناصری اسرائیلی کے علاوہ کوئی دوسرا مراد ہے ، صحابہ رضؓ تمام کے تمام یہی اعتقاد رکھتے تھے ، کہ وہی حضرت عیسیٰ جو پہلے تھے نازل ہوں گے چنانچہ اکثر حدیثوں میں فقد کان قبلہ وبعدہ بھی مروی ہے ۔ چنانچہ حضرت مغیرہ کی حدیث میں بھی یہ لفظ موجود ہے ۔

الہام کا اعتبار اور اجماع کا انکار

شریعۃ محمدیہ میں تعلیم النبوۃ علی صاحبہا السلام والتحیہ دو تعلیموں کی وجہ سے اب تک محفوظ ہے ایک سلف الامۃ اور دوسری اجماع اسی سے قرآن مصحف عثمانی محفوظ ہے۔ اسی کی وجہ سے عقائد واحکام دین اسلام کے مامون ہیں۔

ان موعودین مدعیان نبوۃ جدیدہ وامامۃ معصومہ (سبائیہ، صباحیہ وغیرہ) نے انہی دو چیزوں کو حجۃ شرعیہ سے خارج کر کے اپنے الہام ومکاشفہ کو مفترض الطاعۃ بیان کیا ہے۔ یہی بنیاد ہے ان کے مذاہب اور ان کے عقائد کی۔ حالانکہ ابتدائی تعلیم اسلام میں ان ہی ہر دو چیز کی تقلید کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ نے آئندہ امۃ پر فرض کر دی تھی ملاحظہ فرمایئے ازالہ الاوہام صـ ۱۱۱۹ جدید الطبع اور اقوال سلف وخلف درحقیقت حجۃ نہیں ازالہ صـ ۱۱۲۵ لیکن سلف وخلف کے بارہ میں جن کی طرف اجماع کا دعوے منسوب کیا جاتا ہے۔ نہ یقین کلی تھا نہ انکشاف تام۔ ازالہ صـ ۹۲۹۔ پھر امت کا کورانہ اتفاق اور اجماع کیا چیز ہے۔ ایضا ازالہ صـ مذکورہ پھر میں دوبارہ کہتا ہوں کہ اس بارے میں عام خیال مسلمانوں کا گو ان میں اولیاء اللہ بھی داخل ہوں اجماع کے نام سے موسوم نہیں ہو سکتا ازالہ صـ ۱۰۵۶ واقعی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ امت کے اجماع کو پیش گوئیوں کے امور سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ یہی اعتقاد اہل سنت کے سوا ان تمام فرقوں کا ہے جو کسی نہ کسی طریقہ پر مدعیان الہام سے وابستہ ہیں۔ حضرات اہل سنت آپ نے ملاحظہ فرمایا ان موعودین الہامیوں نے اپنے الہاموں کو باور کرانے کے لئے اجماع وسلف کو بے اعتبار قرار دیا ہے۔ اور اپنے الہام کو مفترض التقلید بیان کیا۔ اجماع وسلف کا اپنے الہاموں کے مقابلہ میں انکار کرنا کچھ تعجب خیز بات نہیں ہے۔ جبکہ ان موعودین نے اپنے الہاموں کے مقابلہ میں خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کو غلط فہمی کی بنا پر بے اعتبار کر دیا ہے ۔ اور خاتم النبیین کی جانب پیش گوئیوں کے حق میں بشریت و نمونہ نہ ہونا بیان کر کے سوء ظن پیدا کرا دیا ہے ۔ حالانکہ ایسے الہامات اور علم لدنی کو تعلیم شریعۃ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اور اگر پیش گوئی کے حق میں الہاموں کا اعتبار ہو تو ہر تعلیم مسیلمہ سے لیکر اب تک کے تمام موعودین کے الہاموں پر ایمان لانا مفترض قرار پائے گا ۔ کیونکہ یہہ موعودین کنفوشیوس اور کرشن اور زردشت سے کسی بات میں کم نہیں ہیں بلکہ یہہ لوگ اپنی نبوت کو تحت القرآن ہی بیان کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان بھی واجب بتاتے ہیں ۔

موعودین پر ایمان لانے کی روک تھام صرف اجماع اور سلف ہی کے متعلق پیشین گوئی سے ممکن ہے ۔

اسی طرح قیامت کا عقیدہ بھی کہ یہہ عالم فنا ہو کر جدید عالم قائم ہوگا ۔ اور حساب و کتاب ، دوزخ و جنت وغیرہ یہ سب پیش گوئیاں ہیں ۔ تو پھر یہہ عقیدہ بھی گمراہی قرار پاتا ہے۔ اس واسطے کہ اکثر موعودین پر تناسخ کا الہام ہے ۔ اور قیامت سے مراد ان کے الہاموں میں وہی تناسخ ہے ۔ جو الہاموں سے ثابت ہوا ہے ۔ اور جس طرح اشراط الساعۃ مجازات اور استعارات ہیں اسی طرح اخبار و احوال تمام قیامت کے مجازات و استعارات و تشابہات ہیں پھر ان الہاموں کے مقابل میں رسول خدا کی سمجھ کا کیا اعتبار کہ نمونہ قیامت کا اُن کے سامنے نہ تھا ۔ اور اجماع و سلف کا ان پیش گوئیوں سے کیا تعلق ۔ بلکہ پیش گوئیوں کے اسرار کا سمجھنا الہام و مکاشفہ کا حق ہے ۔ اور قیامت کے عقیدہ کی گمراہی جو امت میں شائع ہوئی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط فہمی اور اجماع اور سلف سے شائع ہوئی ہے ۔

حضرات اہل سنت خود ہی فیصلہ کر لیں کہ امت پر ان الہاموں کی تصدیق فرض ہے یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ اور سلف اور اجماع کی تقلید۔

قابل فکر و غور | جب موعودین سیظہر بعدی والوں نے فہم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور تعامل صحابہ اور اجماع امت اور سلف کی تقلید کو تسلیم نہیں کیا۔ اور کتاب اللہ میں خاتم النبیین بصراحت وارد ہے تو ان موعودین کو اپنے دعوے نبوۃ جدیدہ کی وجہ سے ضروری ہوا کہ معنی نبوۃ اور ختم نبوۃ میں تاویل کی جائے کیونکہ نبوت کے بند ہونے سے ان کے دعوے کی تردید لازم ہے۔ اور وحی الٰہی یعنی بنائے دین اسلام کا بند ہونا جدید دعوے نبوت کی صاف تکذیب کرتا ہے۔ سیظہر بعدی دجالون اُس پر شاہد عادل ہے۔ پس ایک الہامی نے تو یہ جرأت فرمائی ہے کہ بے تحاشا ملعون کلمہ زبان سے کہا ہے لقد کذب ابن ابی کبشہ علی نفسہ حیث قال لا نبی بعدی۔ ممکن ہے اس کا یہ مطلب ہو کہ پیشین گوئی کے سمجھنے میں آپ سے غلط فہمی ہو گئی۔ اس لئے لا نبی بعدی قضیۂ کاذبہ آپ سے صادر ہوا ہے (یہ قول ابن سبعین کا ہے لسان المیزان صفحہ ۳۹۲ جلد ۳)

مسیلمہ بن حبیب ہذاری۔ ہر تاویل سے مستغنی ہے کہ شرکۃ فی النبوۃ کا اُس کو دعوے ہے پھر اُس کو کیا ضرورت کہ خاتم النبیین کے معنی میں تاویل کرے۔ کہ نبوۃ خاتم النبیین اُس کے زعم میں اس کی شرکت کے ساتھ بند ہو گئی اور شریکین پر ختم ہو گئی۔ جیسے اصل شریعۃ و نبوۃ موسویہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر بند ہو گئی۔ مسیلمہ کا دعوے شرکۃ فی النبوۃ کا تابع الشریعۃ کا ہے اس واسطے کہ شریک کو تابع الشریعۃ رہنا لازم ہے۔ مسیلمہ کے دعوے اور استدلال بالقرآن کی بنیاد اس اصل پر قائم ہے کہ کتاب اللہ میں اور احادیث میں ثابت نہیں ہے کہ خاتم کے ساتھ کوئی دوسرا شریک فی النبوۃ نہ تھا۔ بلکہ کما ارسلنا الی فرعون سے شرکۃ ثابت ہوتی ہے۔

غور کرنے سے ثابت ہے کہ جس قدر مدعیان نبوۃ جدیدہ آج تک گذرے ہیں وہ سب اپنی نبوۃ کو مثل مسیلمہ کے تابع شریعت محمدیہ ہی کہتے ہیں پس یہہ مدعیان بھی سب کے سب شرکۃ فی النبوۃ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب ان مدعیوں کا دعوے تابع الشریعۃ ہونے کا ہے تو انبیائے بنی اسرائیل کی طرح شریک فی النبوۃ المحمدیہ ہی ہوئے۔ کہ شریک فی النبوۃ اور تابع الشریعۃ میں باہم تلازم ہے۔ قال سبحانہ واشرکہ فی امری جو ہارون علیہ السلام کے حق میں وارد ہے اور وہ تابع الشریعۃ تھے اگرچہ الہام ان پر بعد وفات خاتم النبیین کے ہوا ہے۔ جس طرح مسیلمہ پر بعد خاتم النبیین کے الہام ہوا اور شریک فی النبوۃ رہا۔ اور تحت شریعۃ القرآن رہا۔ یہاں تک کہ بابی اور بہائی فرقہ کا دعوے بھی تابع الشریعۃ اور تحت القرآن ہے اور علی محمد باب کی کتاب البیان الہامی تحت القرآن ہے کہ باب کے بیان پر تفسیر القرآن اور موعود ثم علینا بیانہ میں ہے۔ پھر ان موعودین کی نبوت تابع شریعۃ القرآن کیوں نہیں ہوئی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے باہر کب ہوئی پس یہ سب موعودین بھی اپنے نبوۃ کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا جزو کہہ سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہماری نبوت کے ساتھ مل کر ختم ہوگئی ہے۔ تو پھر تاویل کی کیا حاجت مگر ان موعودین کو یہہ بات سوجھی نہیں۔ خاص کر وہ فرقہ جو اپنے پیشوا کو عین محمد است ایمان رکھتا ہے۔ اور جن کا اعتقاد یہہ ہے (حضرت مسیح موعود وہی جامع کمالات محمدیہ مع نبوت ہے۔ جس کا آنا خدا کے مقدس فرشتوں میں ایک قرار یافتہ عہد کے طور پر درج ہے اور آپ روحانی حقیقت کے اعتبار سے وہی حضرت خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو زمین حجاز

میں اب سے تیرہ سو سال پہلے پیدا ہوئے تھے ۔)

اس فرقہ کو جن کا اعتقاد اُن کے پیشوا کی تعلیم سے ۔ یہ ہے نہ خاتم النبیین میں تاویل کی حاجت ہے (کہ مراد خاتم الشریعۃ ہے نہ خاتم النبوۃ) اور نہ لا نبی بعدی میں تاویل کی ضرورت ہے (کہ مراد مخالف الشریعۃ مدعی ہے) اور نہ اس فرقہ کو تابع الشریعۃ کہنا چاہیئے کہ بطور تناسخ کے خود خاتم النبیین کا ظہور ہوا ہے ۔ اور وہی روح تیرہ سو برس کے بعد حجازی قالب سے قادیانی قالب میں بغیر فنائے عالم حسیات مادیات کے بعثت ثانیہ کے ساتھ خود ظاہر ہوئی ہے ۔ اور یہی ظہور تناسخ ہے ۔ بروز نہیں ہے بروز اس واح کا نص قرآن سے وہ ہے جو بعد فنائے عالم حسیات کے حشر اجساد کا ہوگا جس کو جا بجا کتاب اللہ نے بروز سے فرمایا ہے وبرزوا للہ الواحد القہار ۔

اس قیامت کے بروز کے سوا عقائد السنۃ میں جو تعلیم نبوی سے بتوسط سلف ثابت ہے بروز روحانی نہیں ہے ۔ البتہ اصحاب تناسخ کا اعتقاد ہے کہ بغیر انتظار فنائے عالم کے بقائے عالم کی صورت میں بھی ایک ہی روح دوسرا جسم اختیار کرتی ہے ۔ وہی بروز روحانی ہے اور وہی تناسخ ہے ۔ اور اکثر مدعیان نبوت تابع الشریعۃ کا یہی عقیدہ ہے عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ ۔ اور مغیرۃ بن سعید البجلی اور سید حمیری مدعیان نبوت تابع الشریعۃ کا عقیدہ تناسخ ہی کا ہے کہ وہی روح اول قالب کی اسی دنیا میں رجوع کرتی ہے اسی حمیری کا شعر ہے

الی یوم یؤب الناس فیہ الی دنیاھم قبل الحساب

اور جب دور حاضر کے فرقہ کا ایمان عین محمد ہے تو نبوت ان کے پیشوا کی بھی عین نبوت محمدیہ ہے ۔ پھر دعوئے نبوت تابع الشریعۃ کا لا حاصل ہے ۔ کہ نبوت محمدیہ

تابع الشریعۃ نہ تھی۔ اور جبریلی نبوت تھی۔ یہہ عقیدہ اس فرقہ کا عین محمد کا بعینہٖ عقیدہ
جابریہ فرقہ کا ہے جو خارجی فرقوں میں سے ہے کہ خاتم النبیین جن کی وفات مدینہ میں
ہوچکی ہے صلی اللہ علیہ وسلم پھر دنیا میں دوبارہ پیدا ہوں گے اُن کا استدلال آیۃ
ان الذی فرض علیک القران لرادک الی معاد سے ہے۔ اہل سنت کا
یہہ عقیدہ نہیں ہے کیونکہ سلف خیر القرون سے یہہ اعتقاد ثابت نہیں نہ قرآن و حدیث
میں اس عقیدہ عین محمد کا پتہ نشان ہے۔

اس عقیدہ (مسیح موعود عین محمد است) پر اس موعود کی نبوت بھی بعینہٖ نبوت محمدی
بطور بروز اور بطور تناسخ کے ہوئی مثل عقیدہ باقی مدعیان نبوت کے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب سوء ظن رکھنے والے فرقے اسمٰعیلیہ۔ زیدیہ۔ بابی۔ بہائی
نصیریہ وغیرہم بھی ہیں جن کا ایمان و اعتقاد امامۃ سے متعلق نہیں ہے۔ یہہ فرقے امامۃ
کو اور نبوۃ کو توام تسلیم کرتے ہیں کہ شارع دین و مذہب کے لئے جس طرح نبوۃ ہے۔
اسی طرح امامۃ ہے۔ اور ہر ایک فرقہ اپنے اپنے پیشوا تابع الشریعۃ المحمدیہ کو معصوم
صاحب الہام و وحی مانتا ہے۔ اور مشرع اور صاحب تشریع تابع سمجھتا ہے۔

ان سب فرقوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظاً خاتم النبیین تو مانا لیکن معنی
اُس کے خاتم الشریعۃ لئے ہیں۔ کیونکہ ان سب فرقوں نے اپنے پیشوا کے الہام کو
بمنزلہ نبوۃ تشریع کے قرار دیا ہے۔ اور مسیلمہ سے لیکر اس وقت تک ہر فرقہ نے اپنے
پیشوا کی تعلیم سے نبوۃ کے نام میں ضرور تغیر پیدا کیا ہے۔ مسیلمہ نے تو شرکۃ فی النبوۃ نام
رکھا ہے۔ اسمٰعیلیہ۔ نصیریہ۔ صباحیہ وغیرہ امامیہ فرقوں نے امام نام رکھا ہے۔
اور امامت کو توام نبوت کا کہا ہے کہ جس طرح نبوۃ سے تشریع ہے۔ اسی طرح امام

سے تشریع اور تفسیر دین اسلام کی ہوتی ہے۔ اور بعض فرقوں نے اپنے امام کا نام محدث اور متکلم رکھا ہے۔ یعنی اللہ سبحانہ تعالےٰ سے ہم کلام ہو کر دین اسلام کی تبلیغ اور تفسیر کرنے والا ہے۔ خطابیہ کے تمام فرقے اسی مخاطبہ الٰہی کے معتقد ہیں اور مخاطب کو نبی اللہ کہتے ہیں۔

مقالات اشعری میں ہے الخطابية خمس فرق كلهم يزعمون ان الانبياء محدثون ورسل الله وحججه۔ اور یہی عقیدہ کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ کے ہم کلام ہونے سے اُن کے پیشواؤں کو نبوت حاصل ہوئی ہے ابو منصور عجلی موعود مدعی نبوت کا عقیدہ یہی ہے۔

بہائی عقیدہ میں اپنے پیشوا کا نام مظہر امر اللہ رکھا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہہ امر اللہ نبی اللہ کے نام سے ملقب نہیں ہے۔ اس واسطے کہ نبوۃ کا لقب خدا تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور مظہر امر آخری امر ہے جو احادیث میں موعود ہے

دور حاضر کے فرقہ نے اپنے پیشوا کی نبوت کا نام ظلی اور بروزی اور مجازی نبوت رکھا ہے کہ مکالمہ الٰہیہ سے حاصل ہوئی ہے۔ حقیقی نبوت نہیں ہے۔ حالانکہ اُن کا یہہ ایمان ہے۔ کہ ہمارا پیشوا عین محمد خاتم النبیین ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جب عینیت ہے تو پھر نبوت مجازی اور ظلی کہنا مغالطہ دہی ہے حقیقی نبوت کا دعوےٰ ضرور ہے۔ کہ روحانی حیثیت سے خود خاتم النبیین حجازی کا بعثۃ ثانیہ کے ساتھ ظہور ہوا۔ اور روحانی بروز ہوا ہے۔ جو حقیقۃً تناسخ ہے۔

اہل سنت والجماعۃ، جو مقلد ہیں صحابہ وسلف کے اور پابند ہیں کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ کے وہ ایسے عقائد فاسدہ پر نعوذ باللہ، اور کبرت کلمۃ تخرج

من افواھھم ان یقولون الا کذبا کہتے ہیں۔

اسلامی عقائد اہل سنت کے وہ ہیں بذریعہ سلف خیر القرون، تعلیم نبوت سے ثابت ہیں۔ فقہائے اسلام وائمۃ العقائد السنۃ کے نزدیک صوفیہ کے اس قسم کے عقائد کی تقلید کرنا، اسلامی عقائد حقہ سے خروج کے برابر ہے۔ مثلاً صوفیہ کا عقیدہ کہ حلول باری تعالیٰ بنی آدم میں ہوتا ہے، یا ان کا مشہور عقیدہ وحدۃ الوجود عقائد السنۃ میں سے نہیں ہے۔

امام عقائد السنۃ ابوالحسن اشعری کے مقالات میں ہے وفی النساك من الصوفیۃ من یقول بالحلول وان الباری یحل فی الاشخاص۔ منصور حلاج وغیرہ صوفیہ کا عقیدہ حلول اور وحدۃ الوجود روحانی طور پر مشہور ہے کہ انا الحق ہے۔ اس قبیل کے عقائد تعلیم نبوی اور عقائد سنتہ میں داخل نہیں ہیں۔ یہی روحانی اتحاد خطابیہ کے تمام فرقوں کا عقیدہ ہے۔

مقالات میں ہے کہ خطابیہ کا یہ اعتقاد ہے انھم قالوا الائمۃ الھۃ و تاولوا قول اللہ تعالیٰ نفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ اگرچہ یہ فرقے مدعیان نبوت بھی اس حلول واتحاد کے حسی طریقہ پر قائل نہیں بلکہ روحانی اتحاد کے معتقد ہیں۔ اور پھر قرآن سے ہی استدلال کرتے ہیں اور آیۃ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ اور آیت والذین امنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اور پھر اس قسم کی احادیث کنت سمعہ وبصرہ ویداہ اور من رانی فقد رائ الحق وغیرہ پیش کرتے ہیں۔ باوجود ان تمام وجوہ کے اہل سنتہ نے ان روحانی

عقائد کو ضلالت قرار دیا ہے کہ یہ تعلیم نبوت اور سلف سے ثابت نہیں ہے۔

جب یہہ بات صراحت قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ دین اسلام کے عقائد و احکام ہر نبی اللہ کو تعلیم جبریل سے حاصل ہوئے ہیں۔ تو اسکے بعد یہہ بھی تعلیم القرآن والحدیث سے ثابت ہوگیا کہ علوم روحانیہ اصحاب ریاضات ومجاہدات نفسانیہ کے علوم شریعت ودین الاسلام نہیں ہے جو بالا بالا بغیر ذریعہ جبریل کے ان اصحاب روحانیہ کو حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ یہہ علوم ہر ملتہ کا آدمی حاصل کرلیتا ہے۔ ان علوم کے حصول کے گاندھی جی بھی مدعی ہیں۔ اور بہت سے دیگر کفار بھی۔ شریعتہ اور دین اسلام کو ان علوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہہ علوم روحانی اس گروہ مجاہدین کے علوم لدنی کہلاتے ہیں قال سبحانہ تعالی وعلمناہ من لدنا علماً۔ یہہ آیت علوم روحانی خضر علیہ السلام کے بارہ میں ہے۔ اس کی تفسیر میں حدیث طویل میں قصہ حضرت موسی علیہ السلام اور خضر کا بیان کیا گیا ہے۔ اس حدیث نے فیصلہ کردیا ہے کہ علم لدنی جو بغیر فرشتہ کے حاصل ہوتا ہے۔ وہ علم شریعتہ الانبیا اور دین اسلام نہیں ہے۔ جب حضرت موسی علیہ السلام کی ملاقات حضرت خضر سے ہوئی اور موسی علیہ السلام نے حضرت خضر سے سوال کیا ھل اتبعك علی ان تعلمن مما علمت رشداً تو حضرت خضر نے جواب دیا یا موسی انی علی علم من علم اللہ علمنیہ لاتعلمہ انت وانت علی علم من علم اللہ علمك اللہ لااعلمہ۔ اسی بے تعلقی کے سبب سے کہ علم لدنی اصحاب مجاہدات کو علم دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اسی لئے حضرت خضر نے انك لن تستطیع معی صبرا کہا۔ (یہہ حدیث تفسیر قصہ موسی علیہ السلام کی بخاری میں مروی ہے) جب کہ قران کی صراحة

سے اور حدیث کی تفسیر سے ثابت ہوگیا کہ دین اسلام کی تعلیم انبیا علیہم السلام کو جبریل سے جو بند ہو چکی جس کا اعتراف مخالف نے بھی کیا ہے ۔ اور اُسی قرآن سے اور اُس کی تفسیر حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ علوم لدنیہ اصحاب مجاہدات کے دین الانبیا سے بے تعلق ہیں علوم لدنی کا اعتبار شریعۃ الانبیا کے نہ عقائد سے ہے نہ احکام سے تو پھر ان موعودین مسیلمہ و اسود و شلمغانی و تستری و رومی و تومرت وغیرہ کا دعوے نبوت یا امامۃ یا مسیحیۃ یا مہدویت کا شریعۃ اسلام میں ناقابل توجہ ہے ۔ اس لئے کہ عقائد السنۃ میں بالاجماع ثابت ہے کہ علوم لدنیہ مکاشفات الہامات مکالمات الہیہ کا شریعۃ میں اعتبار نہیں ہے یہہ علوم ادلہ شرعیہ محمدیہ سے نہیں ہیں ۔ شرح عقائد نسفی وغیرہ میں ہے والالہام المفسر بالقاء المعنی فی القلب بطریق الفیض لیس من اسباب المعرفۃ بصحۃ الشئ عند اهل الحق اس کے حاشیہ نبراس میں ہے خلافا لبعض الصوفیۃ والشیعۃ ۔ الہام مکاشفہ مکالمہ ہمیشہ سے ہر ملک و ہر ملۃ میں جاری ہے ۔ اور ہمیشہ جاری رہے گا ۔ لیکن یہ تبلیغ دین اسلام ہونا اس میں نہیں ہے یہہ ماموریت بند ہوئی ہے ۔ ماموریہ کا بند ہونا بھی ختم نبوت ہے ۔ مکالمہ الہیہ مکاشفہ علم لدنی ہے جس کے حق میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من غیر ان یکونوا انبیاء ۔

یہی فیصلہ ان صوفیائے کرام کا ہے جو اہل سنت اور عقائد سلف کے پیرو ہیں ۔ یہ لوگ صوفیہ کے الہام کشف اور مخاطبات الہیہ کے علوم کو امور شرعیہ عقائد و احکام میں بے اعتبار جانتے ہیں ۔ محی الدین ابن عربی شیخ الصوفیۃ الاکبر نے جا بجا فتوحات وغیرہ تصانیف میں صراحۃ کے ساتھ لکھا ہے کہ ان علوم روحانیہ کا جو علوم رسالۃ اور

تعلیم جبریلی سے باہر ہے۔ شریعت میں اعتبار نہیں ہے۔ بلکہ علوم نبویہ اور تعلیم جبریلی ان علوم کے حق و باطل ہونے کا معیار ہے۔

فتوحات کے باب (۴۳) میں ہے فما جاءك على يد الرسول فخذه من غير ميزان وما جاءك من الله تخذه بميزان وذلك لان الرسول مابعثه الله ليمكر بنا والاخذ عن الله ليس كذلك فان الله مكرا في عباده لايشعر به۔ فتوحات میں شیخ اکبر نے متعدد ابواب میں بیان کیا ہے کہ امور شریعت میں علوم الہام و مکاشفہ و مکالمہ الہیہ کا اعتبار نہیں جن حضرات نے فتوحات کے ابواب کا مطالعہ کیا ہوگا ان پر یہ مسئلہ خوب روشن ہے اسی مکر کی بنا پر فتوحات میں ابن صیاد کی روایت لکھی ہے کہ اسنے بھی مکالمہ الہیہ کی بنا پر انی رسول اللہ کہا تھا۔ فتوحات جلد ۲ صـ۸۲۳ باب ۲۸۳ قد اعلمت ان الشيطان لايجلي للشخص الاعلى ما هو عليه حاله في صورة ذلك على السواء وعلى ما استقر عليه في ذهنه مما قررته شريعته الاترى ابن صياد لما اظهر له ابليسه العرش اذكان حاله ابصر له ذلك العرش على البحر ورأى الله تعالى وهو قاعد على العرش فاخذ عنه ابن صياد وتخيل انه ياخذ عن الله تعالى۔ قال فقال رسول الله ماذا ترى قال على العرش قال اين قال على البحر (وكان عرشه على الماء) فقال صلى الله عليه وسلم ذلك عرش ابليس نعم یواقیت شعرانی میں بہ صـ۱۸۹ فتوحات کی عبارۃ ایک مقام کی نقل کر کے لکھا ہے۔

وكل من قال من الاولياء انه مامور بامر الهي في حركاته وسكناته

مخالف لامر شرعی محمدی تکلیفی فقد التبس علیہ الامر وان کان صادقا فیما قال انہ سمعہ فلیس ذلک عن اللہ تعالی وانما ھو عن ابلیس فظن انہ عن اللہ تعالی لان ابلیس قد اعطاہ اللہ تعالی القدرۃ علی ان یصور عرشا وکرسیا وسماء ویخاطب الناس کما مر فی مبحث الجن۔

کتاب نفحات میں ابو محمد رحمہ اللہ کے ترجمہ میں حافظ الحدیث ابن سعدان کی سند روایت سے حدیث لکھی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطان عرشا بین السماء والارض اذا اراد بعبد فتنۃ کشف لہ عنہ۔ اس حدیث سے یہی بات ثابت ہے۔ کہ محدث ہونا نبوۃ نہیں ہے اور مثل حدیث صحیح بخاری وغیرہ کے من غیر ان یکونوا انبیاء کا مصداق ہے۔ اور علوم محدث کو مثل علم لدنی کے شریعت میں غیر معتبر سمجھا جاتا ہے۔ اس واسطے کہ الہامات وعلوم لدنیہ ومکالمات ہر ملہ کے مرتاض کو حاصل ہو جاتا ہے ریاضۃ کا نتیجہ ہے چاہے وہ کسی دین کا مرتاض ہو لیکن شریعۃ ودین اسلام سے اس علم کا تعلق نہیں ہے۔ شاید گاندھی جی کو یہہ مرتبہ الہام ومکالمہ کا نصیب ہے لیکن اسلام میں دخل دینے سے اُن کے الہاموں کا کیا تعلق ہے۔

اُسی بنا پر کہ مکالمہ میں شیطانی دخل ہے نہ علماے شریعۃ نے اختیار کیا ہے نہ صوفیہ کرام نے علوم شریعت وعقائد اسلام میں اس کو معتبر سمجھا ہے۔

فتوحات کے صفحہ ۱۰۳ جلد ۲ سوال (۵۷) کے جواب میں لکھا ہے سوال ما الفرق بین النبیین والمحدثین الجواب التکلیف فان النبوۃ فیھما من علم التکلیف ولا تکلیف فی حدیث المحدثین جملۃ وراساً۔ یہی فیصلہ کہ مکالمہ کا شریعۃ محمدیہ میں اعتبار نہیں ہے یواقیت کے صفحہ ۲۳ میں ہے۔ بعبارت فتوحات مذکورہ بالا ایضا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی وحی الانبیا اور الہام و مکالمات اولیا کے بیان فرق میں اپنی کتاب سطعات میں لکھا ہے "و باین جہت وحی انبیا سبب علم قطعی آمد خواہ بطریق فراست باشد یا رویا یا القائی الروع نزالہام اولیاء و رویا و ہاتف (غیبی آواز کنندہ) ایشان - اینجا غلط نکنی و مسامرات (مخاطبات) اولیا را بمنزلہ وحی نداہ کی اکثر ضلال اہل زمان ازین غلط ناشی شدہ است"۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات میں بجواب شیخ معین الدین طحطاوی (کہ شیخ معین الدین نے درباب غوث و قطب و خضر وغیرہ کے سوال کیا تھا) لکھا ہے ۔

مادام علی شرط من اعتقاد ما ثبت بالکتاب والسنۃ والاجماع والسکوت عما لا یثبت بہما یجوز لہ ان لا یعتقد ذلک ومن اثبت من الصوفیۃ فانہ لم یثبت عن کتاب وسنۃ اللھم الا الکشف ولیس من ادلۃ الشرع ۔

بلکہ خطابیہ اور منصوریہ وغیرہ فرقوں نے بھی حالانکہ الہامی اور مکالمہ الہیہ سے ہی نبوت کا دعوے کیا ہے ۔ اُس کو ابن صیاد کے دعوے میں شمار کیا گیا اور اسی پر اجماع ہے علماے شریعت کا اور صوفیہ کا بھی ۔

فتوحات کے باب (۳۱۰) جلد ۳ صفحہ ۵ میں ہے فان قال ما جاء بہ ملک لکن اللہ امرنی بہ من غیر واسطۃ قلنا ھذا اعظم من ذلک فانک ادعیت ان اللہ کلمک کما کلم موسی علیہ السلام ولا قائل بہ لا من علماء الرسوم ولا من علمائنا من اھل الکشف والوجود ثم انہ لو کلمک او قال لک فما کان یلقی علیک فی کلامہ الا علوما واخبارا لا احکاما

ولا نشر عا ولا یا مرك اصلا۔

غرض با جماع علماے صوفیہ و شریعت کے ثابت ہے کہ کشف و مکالمہ میں ماموریہ تبلیغ ہونا ویسا ہی مکالمہ ہے جیسا کہ ابن صیاد کو ہوا تھا۔

حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات سے مکتوب (۳۱) میں ہے چہ الہام و کشف بر غیر حجت نیست و قول مجتہد بر غیر حجت است پس تقلید اول بر تقدیر احتمال خطا جائز نباشد و تقلید ثانی بر تقدیر احتمال خطا جائز است بلکہ واجب۔

اور مکتوب (۲۸۶) میں ہے از جملہ ضروریات طریق سالک اعتقاد صحیح است کہ علماے اہل سنت آن را از کتاب و سنت فہمیدہ اند و از آثار سلف استنباط فرمودہ اند و کتاب و سنت را محمول داشتن بر معانی کہ جمہور علماے حق یعنی علماے سنت والجماعۃ آن معنی را از کتاب و سنت فہمیدہ اند نیز ضروری است و اگر بالفرض آن معانی مفہومہ بکشف و الہام امرے ظاہر شود آن را اعتبار نباید کرد و از ان استعاذہ باید نمود مثلاً آیات و احادیث کہ از ظواہر آنہا توحید مفہوم می شود و ہم چنین احاطہ و سریان و قرب و معیت ذاتیہ معلوم می گردد چون علماے اہل حق از ان آیات و احادیث این معانی نہ فہمیدہ اند۔ الخ

پھر لکھا ہے بالجملہ مفہومہ علماے اہل حق را مصداق کشف خود را نباید ساخت و محک الہام خود را جز ان نباید داشت کہ خلاف معانی مفہومہ ایشان است از حیز اعتبار ساقط است زیرا کہ ہر مبتدع و ضال مقتدا سے معتقدات خود را از کتاب و سنت می داند باندازہ افہام رکیکہ خود از ان معانی غیر مطابقہ می فہمد یضل بہ کثیرا و یھدی بہ کثیرا۔

یہہ تمام مکتوب اسی نصیحت سے پُر ہیں کہ بخلاف عقائد اہل سنت کے کشف کا اعتبار کرنا گمراہی ہے۔ اور مکتوب دو صد و ہشتم میں حمید الدین بنگالی کے نام لکھا ہے۔ اُس میں بھی یہی وصیت ہے

اور پھر آخر میں لکھا ہے واز والد بزرگوار خود شنیدہ ام قدس سرہ می فرمودند کہ اکثر از گروہ ہاے ہفتاد و دو ملت کہ بضلالت رفتہ اند و راہ راست گم کردہ اند منشار آن دخول در طریق صوفیہ است کہ کار بانجام نارسانیدہ غلطہا کردہ اند و بضلالت رفتہ۔

قال الشیخ زروق فی کتابہ قواعد الصوفیہ

مبنی العلم علی البحث والتحقیق ومبنی الحال علی التسلیم والتصدیق فاذا تکلم العارف من حیث العلم نظر فی قولہ باصلہ من الکتاب والسنۃ وآثار السلف لان العلم معتبر باصلہ واذا تکلم من حیث الحال یسلم لہ ذوقہ اذ لا یوصل الیہ الا بمثلہ فھو معتبر بوجدانہ فالعلم موکول لامانۃ صاحبہ ثم لا یقتدی بہ لعدم عمومہ الا فی حق مثلہ۔ شیخ زروق نے اپنی کتاب قواعد صوفیہ میں فرمایا ہے کہ۔

علم کی بنیاد بحث و تحقیق پر ہے اور حال کی بنیاد تسلیم و تصدیق ہے، تو جب عارف علم (شریعت) کی بات کرے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اصل علم قرآن مجید، سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار سلف کے مطابق ہے یا نہیں، کیونکہ علم میں ان ہی اصول کا اعتبار ہوتا ہے۔ اور جب عارف حال (الہام) کی گفتگو کرے تو اس کا ذوق تسلیم کر لیا جائے گا، کیونکہ وہی وہاں تک پہنچ سکتا ہے، اس میں وجدان کا اعتبار ہو گا، اس طرح کا علم (علم حال) صاحب ذوق پر منحصر ہے، اس کی شرعی امور میں تقلید نہیں کی جاسکتی، کیونکہ یہ علم اس جیسے ہی کے لئے ہے۔ عام نہیں ہے۔

مندرجہ بالا قول، امام الصوفیہ حضرت زروق کا ہے جو علماء کے بالکل مطابق ہے جو وہ کتاب اللہ، سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ تقلید شریعت

کے علاوہ کسی الہام وغیرہ کی نہیں کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ علم، علم لدنی ہے۔ واجب التقلید نہیں ہے۔ یہ ایسا علم ہے جو کافروں اور مسلمانوں کو سب ہی کو حاصل ہو سکتا ہے، ہزاروں غیر مسلم اس کے مدعی گزر چکے ہیں، اور شاید ہزاروں اب بھی موجود ہیں۔ ان لوگوں کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شریعت میں دخل اندازی کریں، اسی وجہ سے امت محمدیہ نے مدعیان نبوت و امامت معصومہ کے دعاوی کو کبھی تسلیم نہیں کیا، امت اسے کبھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ کسی کو بذریعہ علم لدنی عقائد و احکام میں دخل دہی کا حق حاصل ہے۔ یا کسی ایسے مدعی کو دعوت تقلید دینے کی اجازت ہے۔ اس اصول کو توضیح المرام ص۸۹ میں بھی تسلیم کیا گیا ہے، اس میں ہے کہ فاسقوں اور بدکاروں کو بھی ایسے مکاشفات حاصل ہو جاتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں پس یہ مکاشفہ نبوت کب ہوا، کیونکہ نبوت خاص تعلیم جبریلی کا نام ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ بدکاروں، فاسقوں، اس سے بھی بڑھ کر غیر مسلموں کو عقائد و احکام دین میں دخل اندازی کا حق حاصل ہو۔

ختم نبوۃ کی بحث سے ناظرین پر ثابت ہو گیا کہ تمام فرقے موعودین مدعیان نبوت و امامۃ و مسیحیت اگرچہ خاتم ہونا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظاً مانتے ہیں اور خاتم التشریعۃ کہتے ہیں لیکن دراصل خاتم النبیین کے منکر ہیں اس واسطے کہ ہر فرقہ اپنے پیشوا کو حسب تعلیم پیشوا کے مفترض الاطاعۃ فی الدین مامور بالتبلیغ بیان کرتا ہے۔ اور ابتدائے تحریر میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبوت مختص ہے تعلیم جبریلی کے ساتھ اور نبی اللہ اور مفترض الاطاعۃ فی الدین باہم مترادف ہیں، جب نبوۃ ختم ہوئی اور باب نزول جبریل بہ پیرایہ رسالت بند ہے تو مفترض الاطاعۃ ہونا بھی بند ہو گیا۔

پس اب بعد خاتم النبیین کے کسی انسان کو مفترض الاطاعۃ جاننا اور اس سے دین الہی

سیکھنا دراصل خاتم النبیین کا انکار ہے۔ اگرچہ اس کو تابع الشریعۃ سمجھے اور اس کا نام مظہر حق اور مثیل مسیح و مہدی وغیرہ رکھے۔ پھر بھی اسے صرف واجب الاطاعۃ فی الدین ماننا ہی انکار ختم نبوت ہوگا۔ جب اللہ سبحانہ تعالے نے ہر وجہ سے بالکلیہ ما کان محمد ابا احد من العلمین فرما کر نبوت کو بند کر دیا اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء۔ الحدیث اور تمام احادیث متواترہ سے آیندہ پیدا ہونا مفترض الاطاعۃ فی الدین کا استیصال فرما دیا تو اب کسی کو مفترض الطاعۃ فی الدین سمجھنا خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی صریح تکذیب ہے۔

اسی لئے کتاب الشفا میں قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا کہ ہر قسم کے دعوے نبوت جدیدہ سے تکذیب خاتم النبیین کی اور لا نبی بعدی کی لازم آتی ہے۔

فعلی ھذا کسی محدث اور صاحب مکالمہ کو مامور مفترض الطاعۃ جاننا اور اس سے دین الٰہی سیکھنا یا مظہر حق سمجھ کر اس سے دین سیکھنا اور مفترض الطاعۃ اور مامور جاننا قطعاً تکذیب ہے عقیدہ اسلامی لا نبی بعدی کی اور قطعاً انکار ہے خاتم النبیین کا۔ کہ نبوۃ و ماموریۃ و افتراض الطاعۃ مترادف الفاظ ہیں نبوۃ کا بند ہونا افتراض الطاعۃ فی الدین کا بند ہونا ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحب علم لدنی کو جس کو بغیر واسطہ جبریل کے علوم حاصل ہوئے ہیں یعنی محدث کو من غیر ان یکونوا انبیاء فرمایا ہے۔ وہ مامور مفترض الطاعۃ نہیں ہے۔ صاحب علم لدنی اور محدث کو مامور مفترض الطاعۃ کہنا اس حدیث صحیح کی اور خاتم النبیین کی صریح تکذیب ہے۔

تعجب خیز

ختم نبوت سے انکار اس فرقہ کے لئے نہایت تعجب خیز ہے۔ جس نے یہہ اقرار کیا ہے

کہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اُسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبریل سے حاصل کئے الخ۔ اور اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے کہ باب نزول جبریل بہ پیرایہ وحی رسالت بند ہے۔ اور تابع الشریعۃ موسویہ کی رسالت کے متعلق بھی یہی لکھا ہے۔ کما سبق من ازالۃ الاوھام وغیرہ۔ بلکہ کتاب حقیقۃ الوحی جس کی اشاعت ۱۹۰۷ء میں ہوئی ہے اُس کے صفحہ ۳۹۰ میں صراحت ہے کہ قرآن کی بندکردہ وحی کا دعوے نہیں ہے۔ اُور پھر ایک اور نادانی ہے کہ جاہل لوگوں کے بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے حالانکہ یہہ سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا۔ صرف یہہ دعوے ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور نبی سے صرف اسقدر مراد ہے کہ خدائے تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے۔ . . . . جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امورِ غیبیہ اُس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"

ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں بھی یہی لکھا ہے وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذلک۔ ان عبارتوں سے بحوالہ قرآن شریف یہہ صراحت ثابت ہے کہ دین اسلام کے عقائد و احکام کی تعلیم الٰہی نبی اللہ کو بذریعہ جبریل ہوتی ہے جو نبی اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں داخل ہے وہ قرآن سے ہی بند ہو چکی۔ اور مدعی نبوۃ پر لعنۃ اللہ ہے۔ اس صراحت کے بعد پھر نبوۃ کا دعوے کرنا اور عقائد کی تعلیم خلق اللہ کو بحوالہ تعلیم الٰہی کے دینا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ تعجب خیز ہے یا نہیں۔

گلدستہ عجائب

بلکہ یہہ مقام تعجبات کا مجموعہ ہے (۱) کہ قرآن کی صراحت نے نبوت کو مختص کر دیا تھا تعلیم جبریلی مسدود الباب کے ساتھ خواہ تعلیم عقائد کی ہو یا احکام کی اُس باب مسدود کا پھر نبوت کے نام سے افتتاح کیا گیا اور تعلیم العقائد بوحی اللہ بنام محدث فرمائی گئی۔ جس کو قرآن نے ما لم یوت احداً اور فضلناکم علی العلمین فرماکر بند کر دیا تھا۔

(۲) محدث کو نبی کہنا صریح خلاف ہے تعلیم خاتم النبیین کے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء ۔

اسلام سے پہلے بھی تعلیم نبوت کو یہی محدث لوگ تغیر اور تبدل کر کے معدوم کر دیتے تھے۔

(۳) اجماع علماء شریعۃ و صوفیہ کرام کے صریحاً خلاف ہے جس کی تفصیل گذر چکی۔ جو تعامل صحابہ و (خیر القرون) سلف سے ثابت ہے کہ محدث نبی اللہ نہیں ہے۔

(۴) محدث کو نبی اللہ کہنے کے بعد، لوگوں کے یہ کہنے کو کہ دعوے نبوت کیا گیا افتراء قرار دینا عجب بالائے عجب ہے۔

(۵) مکتوب مجدد صاحب سرہندی کی جانب منسوب کرنا کہ محدث کو نبی کہا ہے۔ یہہ البتہ سراسر افتراء ہے یہہ مکتوب عربی زبان میں ہے مکتوبات کی جلد دوم نمبر (۵۱) اس مکتوب کا ہے۔ ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۲ طبع قدیم اور صفحہ ۱۳۰۶ طبع جدید میں بھی نقل کیا ہے ملاحظہ فرمانے سے افترا ثابت ہے۔

(۶) کتاب حقیقۃ الوحی مذکور کے اسی صفحہ مذکورہ صفحہ ۳۹ میں ہے کہ احادیث نبویہ میں یہہ پیشگوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسی اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا الخ۔ یہہ بھی افتراء ہے یہہ پیشگوئی

احادیث میں خواہ صحاح میں یا ضعاف میں کہیں وارد نہیں ہے۔ اور جبکہ اس فرقہ کے عقائد میں ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پیشگوئی کے سمجھنے میں مغالطہ ہوگیا ہے اور اسی طرح تمام اشراط الساعۃ کے سمجھنے میں بھی مغالطہ ہوا ہے صرف الفاظ نقل کئے ہیں حقائق اشراط کے کما حقہ نہیں سمجھے ہیں۔ تو پھر اس عقیدہ میں اور پیشگوئی میں ضرور اختلاف ہوا کہ اس پیشگوئی سے یہ ثابت ہے کہ کما حقہ پیشگوئیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے۔ غرض۔ دراصل پیشگوئی اس تفصیل سے بیان کرنا ہی خلاف واقعہ ہے۔ اور اس سے استدلال۔ مزید مغالطہ۔

(۷) توضیح المرام کے صفحہ ۸۶۴ طبع جدید میں ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے تو اس کا جواب تو یہ ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولے نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی۔ بلکہ صاف طور پر یہ ہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالے کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ شرط نہیں ہے مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہے (پھر اس کے بعد محدث کی تعریف بیان کر کے لکھا ہے) اور نبوت کے معنی بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں پس توضیح مرام میں یہ کہنا کہ ہمارے سید و مولے نے نبوت شرط نہیں ٹھیرائی ہے۔ بلکہ عام مسلمان قرار دیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ یہ پیشگوئی مذکور حقیقۃ الوحی کی صاف تکذیب اور تردید ہے۔

پھر عام مسلمان ہونے سے زیادہ امامت اور محدث ہونے کا دعوے بے دلیل اور

ناقابل تسلیم ہے۔ اس کے بعد ازالۃ الاوہام وغیرہ میں جو نبوت کی ماہیت میں اور حقیقت رسالت میں دینی علوم عقائد و احکام کے لئے خصوصیتہً تعلیم جبریلی قرار دی اور صراحت قرآن جس کی ناطق صریح ہے وہ محدث کے علوم کی صاف تردید ہے اور تکذیب ہے۔ جس کے باب میں حدیث صحیح من غیر ان یکونوا انبیاء ہے۔ اور اجماع امت کے مخالف ہے جس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ کیونکہ صراحت قرآن اور صراحت حدیث باجماع علمائے شریعت و صوفیہ کرام رحمہم اللہ نبوت کا اطلاق کرنے سے محدث پر مانع ہے۔ اور محدث کو نبی اللہ کہنا ازالہ کی صراحت کو دیکھتے ہوئے اقرار کے بعد صاف انکار ہے کہ محدث کے علوم تعلیم جبریلی نہیں ہیں۔ ورنہ اگر محدث کو نبی اللہ کہا جائے اور محدث کے وہی معنی تسلیم کئے جائیں جو نبوت کے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیاذاً باللہ خاتم النبیین نہیں ہوئے۔ کہ محدث نیا نبی اللہ پیدا ہو گیا۔ جس کا حمامۃ البشریٰ میں صاف انکار کیا گیا ہے۔

اصحاب سنت والجماعۃ محدث کو نبی اللہ کب کہہ سکتے ہیں جب تعلیم نبوی من غیر ان یکونوا انبیاء صریح ہے اور علوم محدث میں احتمال تلبیس بھی ہے حسب فیصلہ خاتم النبیین کے کہ ایک محدث کے حق میں ذاک عرش ابلیس وارد ہے۔ اور اصحاب سنت محدث کی تفسیر الآیات اور شرح الحدیث کو کب تسلیم کر سکتے جبکہ محدث کے علوم لدنیہ کی دین اسلام میں دخل اندازی کو احادیث صریحہ جائز نہیں رکھتی ہیں۔ اور اصحاب ضابطہ پیشگوئی قیاسی یا الہامی کو کب تسلیم کر سکتے ہیں جبکہ ضابطہ کے تسلیم سے مذہبی انسان آیۃ من یشاقق الرسول۔ الآیۃ کا مصداق قرار پاتا ہے۔

ختم نبوت کا صریح انکار

جس فرقہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کا پیشوا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے افضل ہے۔ اگرچہ نبوت پیشوا کی جدیدہ تابعہ ہے تو اس عقیدہ سے صاف اور صریح طور سے ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ ملاحظہ ہو القول الفصل مصنفہ مرزا محمود احمد صاحب ۱۹۰۲ء سے پہلے آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضیلت حاصل ہے۔ اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے۔ لیکن بعد میں آپ کو خدائے تعالے کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں۔ اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں۔

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی نبوت وہ نبوت جبریلی ہے جو ماہیتِ رسول میں داخل ہے اور جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ جس نبوت کے انبیا علیہم السلام قرآن میں مذکور ہیں خواہ تابع الشریعۃ ہیں۔ یا متبوع الشریعۃ ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اگرچہ تابع الشریعۃ الموسویۃ تھے۔ بہرحال نبوت اُن کی اُسی وحی جبریلی سے حاصل ہوئی تھی جس وحی سے تمام انبیا علیہم السلام ابراہیم و موسیٰ و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک کو حاصل ہوئی تھی اور جن کے حق میں واٰتینا عیسی بن مریم البینات وارد ہے اور جن کے حق میں بصراحت قرآن کے معجزے پیدا ہونا بغیر باپ کے اور احیاء موتے وغیرہ بیان ہوئے ہیں اور بجو موسیٰ علیہ السلام کے مانند (بزعم پیشوائے فرقہ) اب تک زندہ ہیں۔ اور ان معجزات سے اُن کو تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت مرحمت ہوئی۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلام ہونے سے فضیلت مرحمت ہوئی تھی۔

پس جب اس فرقہ کے پیشوا صاحب عیسی بن مریم سے بھی افضل ہوئے تو پھر خاتم النبیین پر نبوت بند ہوئی اور بلکہ نبوت کے بند ہونے کی صاف تکذیب ہوئی کہ ایک نبی اللہ اولی العزم انبیاء سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جدید نبوۃ کے ساتھ پیدا ہوا۔ حالانکہ قرآن نے بصراحت بند کر دیا تھا کہ اب نبوت جبریلی خاتم النبیین پر بند ہو چکی اور فرقہ کے پیشوا نے بھی ازالہ الاوہام کے صفحہ ۱۱۸ اور صفحہ ۱۱۵ اور حمامۃ البشری کے صفحہ ۶۶ میں بیان کیا ہے کہ جبریلی نبوت بند ہو گئی ہے۔ اور حقیقۃ الوحی میں جس کی اشاعت ۱۹۰۷ء میں ہوئی ہے صاف لکھا ہے جس نبوت کا دعوے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوے نہیں کیا گیا۔ بلکہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں ہے وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ ولعنۃ اللہ علی من اراد فوق ذلک۔ یہہ اختلاف بیانی بھی ہے کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں ایک بات ہے اور سنہ ۱۹۰۷ء میں اُس کے خلاف۔ علاوہ تکذیب ختم نبوت کے۔ بڑی بات یہاں غور کرنے کی یہہ ہے کہ جو معجزے عیسی علیہ السلام سے صادر ہوئے کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور باذن اللہ احیاء موتے وغیرہ اُن کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے وہ معجزے اُن کے پیشوا سے ہرگز صادر نہیں ہوئے ہیں۔ پھر عیسی علیہ السلام سے افضل کب ہوئے۔

حضرات اہل سنت۔ جس فرقہ کا ایمان اپنے پیشوا کے متعلق یہہ ہے مسیح موعود عین محمد است۔ تو عیسی بن مریم سے افضل ہونا کیا۔ بلکہ تمام انبیائے اولی العزم ابراہیم وموسی نوح علیہ السلام سے لیکر عیسی علیہ السلام تک سب پر افضل ہوئے۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین ہیں۔ مدعیان نبوت جدیدہ سے کسی موعود کا سابقین انبیا علیہم السلام میں سے کسی پر افضل ہونا ایک الگ بات ہے، اس امر کا کوئی

نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا مامور من اللہ ہو۔ اس واسطے کہ جب بے شمار آیات کی شہادت سے نبوت تابعہ ومتبوعہ کا بند ہونا اور اُن کی تفاسیر متعددہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا اور محدث اور اصحاب علم لدنی کو دین اسلام سے بے دخل کر دیا گیا۔ تو اُس سے انحراف ایک قسم کی بے ایمانی ہے۔ ایسے ہی مقام کے واسطے ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۵۳۸ میں یہی الفاظ صراحت کے ساتھ لکھے ہیں۔

پیش گوئیوں کا ضابطہ

اسلام میں عقائد کے دو باب ہیں ایک اخبار ذات وصفات مُبدع عالم سے متعلق، دوسرا باب خالص پیشگوئیوں کا ہے، یعنی فتن اور اشراط الساعۃ اور اخبار قیامت کہ عالم مادیات کا فنا ہو کر دوسرا عالم قائم ہونا اور محاسبہ وغیرہ ہونا اس میں مذکور ہے۔ سیئظھر بعدی میں موعودین کے دعوے کی صداقت کا مرکز اور اُن کی تبلیغ کی تصدیق انبیا علیہم السلام کی بے علمی اور انبیا علیہم السلام کی تکذیب پر موقوف ہے۔ صریح ضابطہ ان موعودین کا یہ ہے کہ پیش گوئیوں کی حقیقت سے انبیا علیہم السلام ناواقف رہتے تھے اور وحی الٰہی کی اصل مراد سمجھنے میں انبیا علیہم السلام سے غلط فہمی اجتہادی ہو کر غلط تبلیغ شائع ہو جاتی تھی۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۸۹۷ طبع ثانی جدید صفحہ ۸ طبع اول ۱۳۰۸ سنہ میں ہے،

ایسی ہی اور بہت سی پیش گوئیں ہیں جو صحیح نہیں نکلیں۔ مگر یہ بات الزام کے لائق نہیں کیونکہ اخبار کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیا سے بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعض پیش گوئیں بھی اس صورت سے ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی غایۃ مافی الباب کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیں اوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہہ غلطی الہام میں نہیں ہے۔ بلکہ سمجھ اور اجتہاد کی غلطی ہے۔ چونکہ انسان تھے۔ اور انسان کی رائے۔ خطا اور ثواب دونوں کی طرف جاسکتی ہے۔ اسلیئے اجتہادی لغزشیں پیش آگئیں۔ اس ضابطہ کی خصوصیت اخبار کشفیہ سے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ وحی الہی کی پیشں گوئیوں کا بھی یہی ضابطہ ہے۔

ازالہ صـــ ۹۴۹ جدید صـــ ۱۴ قدیم اور پیش گوئیوں کے بارے میں یہہ ضرور نہیں کہ اپنی ظاہری صورت میں پوری ہوں بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیش گوئی کے انبیا کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہوئی ہے۔ سمجھ میں نہیں آسکتے ہیں۔ چہ جائیکہ دوسرے لوگ اُس کو یقینی طور پر سمجھ لیویں۔ ازالہ صـــ ۶۹۱ اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابہ الارض کی ماہیت کماھی ظاہر فرمائی گئی یعنی اشراط الساعۃ کی حقیقت اور مراد الہی دریافت ہونے سے خاتم النبیین بے خبر رہے۔ اور محض تبلیغ لفظی سے گمراہی آج تک شائع ہو رہی ہے۔ اسی ضابطہ سے موعودین سیظھر بعدای دجالون کے دعوے کی صداقت اُن کے الہام کی اُن کے مقلدین نے تسلیم کی ہے۔ اور یہی ضابطہ مرکز ہے اُن الہامیوں کی صداقت کا بھی جن پر تناسخ کا الہام ہوا ہے۔ اور قیامت کی تاویل تناسخ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ انبیا علیہم السلام سے وحی الہی کے سمجھ لینے کی اور غلط فہمی نہ ہونے کی صورت میں

ان سب موعودین کے دعووں کا اور تاویلات کا کذب صریح ظاہر ہے۔

اس ضابطہ سے کتاب اللہ کی تردید صاف ثابت ہے کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ نے اپنی وحی کی تفسیر اور بیان کا وعدہ ثمر ان علینا بیانہ میں فرمایا تھا کہ ہم خاتم النبیین کو الفاظ وحی کی تفسیر آیندہ تعلیم کر دیں گے۔ لیکن اس وعدہ کا ایفا خاتم النبیین کے حق میں نہیں ہوا۔ اور اشراط الساعۃ اور اخبار قیامت کے صرف الفاظ ہی کی تعلیم پر کوتاہی کی گئی۔ نہ دابۃ الارض کی تفسیر بیان ہوئی نہ عیسی بن مریم کی تفسیر نہ طلوع شمس من المغرب کی تفسیر نہ قیامت کی تفسیر بیان فرمائی گئی۔ بلکہ وہ تفسیر موعود مسٹری اور باب اور بہا وغیرہ مدعیان مسیحیت پر ظاہر فرمائی گئی ہے۔

اس ضابطہ کی تسلیم کے بعد اس بات کو ضرور ماننا لازم ہو گا کہ اللہ سبحانہ تعالےٰ کو خاتم الانبیا اور تمام انبیا علیہم السلام کی بعثت سے ہدایت خلق اللہ کی مقصود تھی اور پھر ان کی تعلیم کو انا لہ لحافظون اور رصدا لیعلموا ان قد ابلغوا رسالات ربھم سے محفوظ رہنا موعود فرمایا اور لا یاتیہ الباطل وحی کے حق میں ارشاد ہوا کہ تبلیغ تک وحی الٰہی محفوظ رہے اور خلق اللہ کو مقصود الٰہی یعنی ہدایت حاصل ہو۔ باوجود اس کے انبیا علیہم السلام سے غلط فہمی اجتہادی واقع ہو کر خلق اللہ میں گمراہی شائع ہو گئی اور اشراط الساعۃ اور احوال قیامت کی تعلیم سے مخلوق گمراہی میں پڑ گئی۔ اب تک اسی غلط تبلیغ سے گمراہی شائع ہے اور وعدہ الٰہی رصدا کا سب فضول ہو گیا۔

پس اس ضابطہ کی تسلیم سے عجز الٰہی اور عواقب امور سے بے خبری لازم ہے

نعوذ باللہ من سوء الظن فی الانبیاء و فی اللہ سبحانہ ،

کتاب اللہ کی آیات بینات اور اُس کی تفاسیر احادیث صحیحہ متواترہ اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم، تعامل ائمۃ الفقہا، سنۃ سلف، عقائد السنۃ اور اجماع امۃ ائمہ اہل سنت علماء شریعۃ و ائمہ صوفیہ کرام سے صاف یقینی طور سے یہی ثابت ہے کہ نبوۃ تابعہ اور متبوعہ ہر وجہ سے بند ہے۔ جدید نبوۃ بعد محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو حاصل ہونا قرآن و حدیث و اجماع صحابہ و سلف خیر القرون اور اجماع امۃ کے خلاف ہے۔ پھر ان موعودین کا دعوے کرنا مسیلمہ سے لیکر اب تک نبوۃ جدیدہ کے ساتھ محمدی الایمان کب تسلیم کرتا ہے۔ کہ بقول شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے تمنا کرنا حصول نبوۃ کے لئے محال اور شرعاً حرام ہے۔ البتہ ان موعودین مدعیان نبوۃ جدیدہ کے دعوے کی صداقت اس ضابطہ پیش گوئی پر موقوف ہے۔ کہ انبیا علیہم السلام سے پیش گوئی کی اصل مراد سمجھنے میں غلط فہمی واقع ہو جاتی ہے۔ بلکہ واقع ہو گئی ہے۔ اس بناپر یہہ غلط عقیدہ امۃ محمدیہ میں شائع ہو گیا کہ نبوۃ جدیدہ کا حاصل ہو جانا ہر وجہ سے بند ہے۔ اور اسی عقیدہ سے آج تک امۃ محمدیہ میں نبوۃ کے باب میں گمراہی شائع ہے۔ لیکن محمدی الایمان اس ضابطہ کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ یہہ ضابطہ صریح آیات بینات کتاب اللہ کے خلاف ہے اور اس ضابطہ کے تسلیم کرنے سے اور ان موعودین کے دعوے نبوۃ جدیدہ پر ایمان لانے سے خاتم النبیین کی تبلیغ سے انحراف لازم ہے اور آیۃ من یشاقق الرسول کا مصداق ہونا پڑتا ہے۔ اور یہ امر اصحاب سنت و سلف الامۃ کے بالکل خلاف ہے۔

فائدہ

فرقہا ئے موعودین سے بعض نے صحاح احادیث پیش گوئی خیر القرون اور

یحمل ھذا العلم من خلف عدولہ وغیرہا پر جو درباره سلف الامۃ کے وارد ہیں
عہد سلف ہی کی (صدر اول صحابہ و تابعین) واقعات کی وجہ سے حملہ کیا ہے
کہ عہد صحابہ میں اور عہد تابعین میں مشاجرات صحابہ واقع ہوئے حضرت عمرؓ اور عثمانؓ
رضی اللہ عنہما شہید ہوئے ائمۃ الشہداء حضرت علی و حضرت حسنین رضی اللہ عنہم شہید ہوئے
ان واقعات سے اسلام اور اہل اسلام کس قدر سخت فتنہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور
اسلام میں تعلیم نبوۃ کی رفتار کو شدید صدمہ پہونچا۔ اور اُسی عہد میں فتنہ ہائے ارتداد
و ادعائے نبوت اسود عنسی و مسیلمہ وغیرہ سے اہل اسلام کس قدر مفتون ہوئے ہیں جن کی
تفصیل اسلام کے تاریخ دانوں سے مخفی نہیں ہے۔ پس ان مکروہ واقعات کی شہادت
سے ثابت ہے کہ عہد سلف کا خیر القرون ہرگز نہیں تھا۔ پھر صحابہ اور تابعین کی تعلیم کب
قابل تسلیم ہوئی اور وہ جماعت کب قابل تعریف ٹھہری۔

حضرات ناظرین یہہ وجوہ پیدا کرنا ان فرقوں کا خیر القرون کی جانب اسی ضابطہ سوء ظن سے
سے متفرع ہوا ہے کہ ان فرقوں کو تقلید سلف کی تسلیم نہیں ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا اس عہد کے حق میں خیر القرون فرمانا اس لحاظ سے نہ ہوا ہے کہ اُس عہد
میں یہہ مکروہ واقعات نہ ہوں گے۔ بلکہ خیر القرون ہونا قرون ثلثہ صدر اول کا اس بنا پر ہے کہ
کتاب اللہ کا جمع ہونا اور اُس کی اشاعت مصحف عثمانی کی صورت میں اور عقائد اسلام حسب تعلیم
نبوت کے امت محمدیہ میں اول مبلغ سلف صالحین ہی ہیں۔ اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی
کا اور یحمل ھذا العلم کا اول مصداق سلف ہی ہیں صرف انہی سے آج تک کتاب اللہ و تعلیم نبوۃ
رواں ہے۔ اور اول مجدد امت میں سلف ہی ہیں۔ اور اگر بزعم مذکورین واقعات مذکورہ کی وجہ سے خیریت
سلف میں قباحت پیدا کی جائے تو اہل امت کے حق میں کنتم خیر امۃ کا ارشاد سراسر خلاف

واقعہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جس امت کو خیر امت سے خطاب کیا گیا۔ ان ہی مخاطبین کے عہد میں وہ مکروہ واقعات ہوئے ہیں۔ اور افتتاح باب فتنہ کا اسی عہد سے ہوا۔ جس کا سلسلہ آج تک بند نہیں ہے۔ پس یہہ امت نعوذ باللہ شر الامم ہوئی خیر الامم کہاں ہوئی۔

حضرات ناظرین اس امۃ کا خیر الامم ہونا شرور وفتن کے لحاظ سے نہیں ہے بلکہ یہہ امۃ خیر الامم اس وجہ سے ہے کہ ہر نبی اللہ کی امت اپنے نبی کی تعلیم کو اختلاف کرکے ناپید کر دیتی تھی اور کتاب سماوی اصلی میں تحریف پیدا ہو جاتی تھی جس کا تدارک آیندہ نبی اللہ سے فرمایا جاتا تھا۔ اس امۃ محمدیہ میں اللہ سبحانہ تعالے نے سلسلہ مجددین سے آج تک کتاب اللہ کو اور تعلیم نبوۃ کو بدستور محفوظ رکھا ہے کہ نبوۃ کو بند کرکے اس امۃ سے سابق انبیا کا سا کام لیا جارہا ہے مجددین امۃ کی وجہ سے دین اسلام معتزلہ و مدعیان نبوۃ کے تصرف سے محفوظ ہے اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس امۃ پر آج تک صادق ہے۔ جس کی نظیر کسی امۃ میں نہیں ملتی۔ یہہ مطلب ہے کنتم خیر امۃ کا۔ پس ان واقعات سے خیر القرون کی تردید کرنا خطاب خیر امۃ کی تردید ہے۔

اس ضابطہ کی بنیاد

انبیاء علیہم السلام کی غلط تبلیغ کی اور غلط فہمی کی بنیاد انبیاء علیہم السلام کی بابت بشر کو نمونہ نہ ہونا قرار دیا گیا ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ کسی وقت انبیاء علیہم السلام سے بشریت جدا نہیں ہو سکتی۔ اور اسرار کی پوشیدگی سے ہمیشہ ہر وحی میں نمونہ کے نہ ہونے کی بنا پر غلط فہمی کا احتمال باقی رہتا ہے۔ اور اس بنیاد سے استیصال دین اسلام

بھی لازم ہے، اسی بنیاد سے حکمائے مادہ پرست کا مذہب سے انکار مستحکم، قرار پاتا ہے۔ کہ جس وقت وحی ہوتی تھی خواہ پیش گوئی کی ہو۔ یا غیر پیش گوئی کی۔ مثلاً ذات وصفات سبحانہ تعالے کی معرفت کے باب میں اُسوقت بشریت انبیا علیہم السلام کے ساتھ رہتی تھی منفک نہیں ہوسکتی تھی نمونہ ذات وصفات باری تعالے کا وہم وخیال سے بھی باہر ہے اور بغیر نمونہ کے سمجھنا تلقین جبریلی کو اور احتمال خطا سے خالی ہونا دشوار وغیر ممکن قرار پاتا ہے۔ کیونکہ جب اشراط الساعۃ کے نمونہ سے اور قیامت کے نمونہ نہونے کی وجہ سے غلط فہمی نے سرایت کی تو ذات وصفات باری عز اسمہ کا تو اشراط الساعۃ کے نمونہ سے اور قیامت کے نمونہ سے بدرجہا نازکتر ہے۔ پس جس طرح خاتم النبیین اشراط الساعۃ وقیامت کو محض الفاظ سے غلط سمجھ گئے ہیں۔ اسی طرح صفات باری تعالے عز اسمہ کو غلط سمجھ گئے کیونکہ نہ ذات کا ٹھکانہ ہے۔ نہ صفات کا پھر تبلیغ ذات وصفات پر لاریب فیہ کب صادق ہوا کہ واقعۃً اللہ سبحانہ تعالے صاحب ارادہ، صاحب کلام۔ صاحب غضب ہے۔ جو صاف طور پر صفات حیوانیہ ہیں اور ظاہری نصوص پر قطعاً محمول ہیں۔ کہ واقعۃً اللہ سبحانہ تعالے نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔ یہی بنیاد دلیل بین ہے تعطیل کی جو حکمائے دہریت کی رائے ہے۔ حالانکہ عقائد اسلام اور تعلیم نبوت سے صفات اللہ کا ہونا قطعاً ثابت ہے۔ اور قطعاً اللہ سبحانہ تعالے متکلم ہے۔ اور جو صفات اللہ کتاب وسنت میں وارد ہیں اُن پر اہل سنت کا اعتقاد کامل ہے۔ اگرچہ معتزلہ اور بعض فرقے صفات کو مجازات اور استعارات کہتے ہیں۔ اور حقیقۃً صفات کے منکر ہیں حضرات ناظرین جن موعودین (خطابیہ وغیرہا) نے اللہ سبحانہ تعالے سے ہمکلام

ہونے کا دعوے کیا ہے اور اپنی نبوت متکلم ہونے سے ثابت کی ہے۔ اس بنیاد سے اُن کی بھی تردید لازم آتی ہے۔ پھر اس مدعی کے دعوے کا کیا ٹھکانا رہے گا جس کی بنیاد ہی کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور محدث ہونے پر قایم ہے۔

ضابطہ اور بنیاد کا نتیجہ

ضابطہ مذکورہ اور اُس کی بنیاد سے اعتقاد دہریت کا استحکام ہوتا ہے۔ اور جملہ اصول دین اسلام کا استیصال، آپ کو معلوم ہے کہ دین اسلام کا مرکز صرف توحید ذات مع الصفات ہی نہیں ہے۔ مشرکین مکہ باخلاص موحد تھے اللہ سبحانہ تعالے کو سمیع مجیب متصرف بالارادہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے اُن کے حق میں دعوا اللہ مخلصین لہ الدین وارد ہے۔ اس پر بھی اعتقاد اُن کا دہریہ تھا اور ما یھلکنا الا الدھر اُن کا ایمان تھا کہ بعث بعد الموت کو جنوں سمجھتے تھے۔ پس مرکز دین اسلام کا یہی ایمان بالبعث کے ساتھ اعتقاد توحید مع الصفات ہے۔

اکثر حکماے قدیم یونان وغیرہ ارباب دہریہ کا یہی گمان ہے کہ بعث بعد الموت نہیں ہے۔ دین اسلام کی تعلیم تمام دو قسم کی ہیں عقائد اور احکام پھر عقائد کی دو صنف ہیں۔ ایک معرفتہ ذات و صفات۔ دوسرا اعتقاد قیامت کا جس کو اصطلاح قرآن نے یوم الآخرۃ فرمایا ہے۔ قیامت کی تمہید اشراط الساعۃ اور تمام احوال قیامت کے خالص پیش گوئی ہیں۔ اور جب انبیا علیہم السلام سے پیش گوئی کی وحی میں (جو تعلیم جبرئیل تھی) اجتہادی غلطی اور سمجھ میں لغزش ہو کر امت میں گمراہی نشائع ہوئی کہ تبلیغ ان کی حسب مراد الٰہی کے نہیں ہوئی۔ بلکہ ان موعودین مدعیان مسیحیت تستری و بابی بہائی وغیرہم کی تعلیم الہامی سے مراد الٰہی دریافت ہو کر خلق اللہ کو ہدایت نصیب ہوئی ہے۔ تو پھر

ان کے الہاموں کا دین سیکھنے میں اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور وحی الانبیا کی تبلیغ گمراہی قرار پائی۔ جس سے تمام اصول دین اسلام کے باطل ہوئے۔ اور دین عقائد سیکھنے کے لئے ان موعودین کے الہاموں کو وحی الانبیا پر ترجیح ہوئی۔ یعنی عقائد دین کے جو انبیا نے تعلیم کئے تھے وہ غلط تھے اب صحیح طور پر ان موعودین مسیحین سے سیکھنا چاہئیں۔

حضرات اہل سنت ان موعودین کے اس ضابطہ نے اور اُس کی بنیاد نے دین اسلام کا بالکل قلع قمع کر دیا اور تمام اصول اسلام کا استیصال ہو گیا۔

اسلام کے اصول میں اول اساس اسلام کی یہہ ہے کہ بعثۃ انبیا علیہم السلام کی خلق اللہ کی ہدایت کے لئے ہے۔ اس اساس کا سب سے پہلے استیصال ہوا کہ انبیا علیہم السلام نے عقائد اخبار قیامت اور اشراط کی پیش گوئیوں میں اپنی تبلیغ غلط فہمی سے تعلیم دیکر خلق اللہ کو گمراہ کر دیا۔ اور اب تک وہ گمراہی برابر جاری ہے۔ اُس گمراہی کا ازالہ ان الہامی موعودین سے اب ہوتا چلا آرہا ہے۔ کہ ان موعودین کے اشراط الساعۃ جو مختلف ہیں اور ان موعودین کی قیامت مختلفہ وہی مراد الہی ہے۔ اور جب عقائد فاسد تعلیم کئے گئے تھے تو اعمال حسنات امۃ کے سب برباد ہو گئے۔ کیونکہ اعمال کی جزا فاسد عقائد پر مرتب نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ دین اسلام کا مرکز قیامت کا عقیدہ اول ہے۔ پھر عقیدہ توحید ہے۔ پھر اعمال صالحہ ہیں جو ہر دو عقیدہ پر مرتب ہیں۔ اور جب انبیا علیہم السلام کی غلط تبلیغ سے گمراہی پیدا ہو گئی۔ جو بذریعہ جبریل قرار دی گئی تھی اور جس کی حفاظت اور رصد کا انتظام کیا گیا تھا۔ تو ان موعودین کے مختلف الہاموں کی تبلیغ سے ہدایت حاصل ہونے کی امید کیا ہو سکتی ہے۔ جن کی حفاظت کا وعدہ بھی نہیں ہے۔ اور ان کا اختلاف

خود ہی برہان قاطع ہے ان الہاموں کی بے اعتباری کا۔
غرض۔ اس ضابطہ کی بدولت دین اسلام ہاتھ سے گیا۔ اور ان مدعیین کا دین بھی قابل اعتبار نہ رہا۔

اصول اسلام سے یہہ بھی ہے کہ کتاب اللہ نے متعدد آیات میں واتبعوھم باحسان اور ویتبع غیر سبیل المومنین وغیرہ ارشاد فرماکر تقلید صحابہ کی مفترض فرمادی ہے۔ اور اسی کی تفسیر میں ما انا علیہ واصحابی وغیرہ احادیث ہیں۔ اس اصل کا بھی استیصال صاف ہے کہ جب رسول اللہ کی تبلیغ سے جو عیسی علیہ السلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہما وسلم نے فرمائی ہے کہ قریب قیامت پر عیسی بن مریم نازل ہوگا گمراہی پیدا ہوگئی تو صحابہ کو تو پہلے ہی سے امتہ سبائیہ مرتد کہتی چلی آرہی ہے۔ اور یہہ ضابطہ بھی وہی سلسلہ ہے۔ کہ باب عقائد اور احکام میں قول صحابہ رضی اللہ عنہم کا حجۃ نہیں ہے۔ کیونکہ صحابہ کے قول وسمجھ کو رسول خدا کے قول وسمجھ پر ترجیح ہرگز نہیں ہے۔ اور قول رسول سے جب گمراہی شائع ہے تو صحابی کے قول سے گمراہی شائع کیوں نہیں ہوسکتی۔

اصول اسلام سے یہہ بھی ہے کہ حدیث رسول کی تین قسم ہیں ایک قول رسول کا دوسرا فعل رسول کا تیسرا عمل صحابہ کا جو عہد نبوی میں واقع ہوا ہو اور اس تعامل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا ہو ان ہر سہ قسم پر عمل آج تک امت اسلام کا ہے۔ اور اس تیسری قسم کو حدیث تقریر کہا گیا ہے۔ اور یہہ تقریری حدیث بھی مثل حدیث قولی و فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے یہہ قاعدہ تقریری اسلامی صحابہ میں مشہور تھا اسی وجہ سے حدیث وارد ہے کنا نعزل والوحی

ینزل ۔ اور اسی بنا پر تعامل صحابہ عہد وحی میں مثل قول رسول کے دلیل شرعی ہے اہل سنت کے تمام فقہاء ائمہ کا اسی پر اتفاق ہے ۔ اور کیوں نہو ۔ جبکہ کتاب اللہ نے اور حدیث نے ۔ تقلید صحابہ کی مفترض فرمادی ہے ۔ لیکن اس ضابطہ نے اس اسلامی اصل کا بھی استیصال کر دیا ہے ۔ کہ پیشگوئیوں کے باب میں جو اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہیں دلیل نہیں ہیں کیونکہ جب قول نبی کا اس ضابطہ نے ناسمجھی کی علت سے بیکار کر دیا تو قول صحابہ کا بے کار کیوں نہ ہو ۔ کہ یہاں صرف بشریت ہی بشریت ہے ۔ جب صاحب وحی کی بشریت اور اُس کی تبلیغ سے خلق اللہ گمراہ ہو جائے تو صحابہ کی بشریت تو بغیر وحی کے ہے ۔ ان کی تبلیغ سے خلق اللہ گمراہ کیوں نہ ہو ۔

اسی اصل کا ایک ضمیمہ اور اسلامی قاعدہ محدثین کا متفق علیہ یہہ ہے کہ وہ قول صحابی کا جس میں رائے و اجتہاد کا دخل نہیں ہے ۔ (یعنی مسائل اعتقادیہ) وہ قول قطعاً حدیث مرفوع قرار دیا گیا ہے ۔ اور صرف وہ قول ہی دلیل ہے ۔ اس امر پر کہ ضرور صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ پس یہہ قول بمنزلہ حدیث مرفوع کے ہے ۔ باتفاق ائمہ حدیث مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ وحی نبوۃ منقطع ہے ۔ حدیث مرفوع قرار دی گئی ہے کہ وحی کا آغاز اور وحی کا منقطع ہونا محض غیبی اخبار سے ہے ۔ رائے و اجتہاد سے اس کا دریافت ہونا غیر ممکن ہے کہ نبوۃ صفات اللہ سے ہے ۔ جس کا ادراک بشری دریافت سے باہر ہے ۔ ذات و صفات میں وہم و خیال کا دخل نہیں ہے ۔ اسی قاعدہ متفقہ پر حضرت مغیرۃ بن شعبۃ کا قول عقیدہ نزول عیسیٰ بن مریم کے حق میں کفنا نحدث ان عیسی خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعده حدیث مرفوع قرار پایا ہے

اور تفسیر ہے حدیث والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم کی یعنی عیسی بن مریم جو آئندہ نازل ہونگے وہ وہی ابن مریم ہیں جو خاتم النبیین سے پہلے آئے تھے۔ اور یہہ تفسیر اور تعیین گویا خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کہ یہہ غیبی خبر ہے۔ اس عقیدہ میں رائے کا دخل نہیں ہے۔ اس لئے بخاری رحمۃ اللہ نے نزول عیسی بن مریم کے باب میں اس آیۃ لیومنن بہ قبل موتہ کی تفسیر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث لکھی ہے لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم الحدیث۔ کہ ابو ہریرہ کی تفسیر کرنا آیۃ کی بمنزلہ حدیث مرفوع کے ہے۔ اور ایسے مقام پر قول صحابی کا قول رسول ہی مانا جاتا ہے کیونکہ بغیر توقیف کے صحابی نہیں کہہ سکتا ہے ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنکر کہا ہے۔ خاصکر جبکہ یہہ روایت صحابہ میں مشہور تھی من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ لیکن اس ضابطہ نے اس قاعدہ کو بھی باطل کر دیا کہ فہم خاتم النبیین ہی جب غلط قرار پائی تو پھر صحابی کی فہم کس شمار قطار میں ہے۔

اسلامی اصول اور عقائد سے یہہ بھی ہے کہ دین کی تعلیم الہی خاص جبریل سے جو بصراحت بند ہوگئی اور صراحت قرآن سے یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ نبوۃ تابعہ بھی بند ہے اور علوم لدنی اور علوم مکالمہ کے لئے احادیث صحیحہ نے ثابت کر دیا کہ اصحاب علوم لدنی۔ اور اصحاب مکالمہ والہام کے دین اسلام میں جو تعلیم جبریل کے ساتھ مختص ہے ہرگز دخل نہیں دے سکتے۔ اور اسی پر اجماع علمائے شریعت وائمہ العقائد سنت اور صوفیہ کرام کا ہے۔ اس ضابطہ نے اس عقیدہ کو بھی بالائے طاق رکھکے تعلیم نبوی کو غلط اور موجب گمراہی دیا۔

نبوت (تعلیم الٰہی) اللہ کی صفت ہے

حضرات ناظرین نبوۃ صفات اللہ سے ہے کہ حسب مشیت و ارادہ سبحانہ تعالیٰ کے خاص مخلص بندہ کو اللہ تعالیٰ بذریعہ فرشتہ کے دین اسلام کے عقائد و احکام تعلیم فرماتا ہے۔ تاکہ وہ بندہ خلق اللہ کو تبلیغ کرے۔ اور اُس بندہ کو نبی اللہ اور رسول اللہ کہا جاتا ہے۔ اور ارسال اور مشیت اور اخلاص اور اجتبا۔ اور ارتضا اور تعلیم یہہ سب صفات اللہ ہیں۔ یہہ حقیقت اور ماہیت ہے نبوۃ کی۔ یہہ ماہیت کسی فلسفہ سے کسی اجتہاد سے کسی رائے سے دریافت نہیں ہوئی ہے۔ کہ علم ذات و صفات سبحانہ تعالیٰ کا امور غیبیہ سے ہے۔ محض اخبار نبوۃ سے حاصل ہوا ہے وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء اور عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا۔ الآیۃ۔ اور اخلصناھم بخالصۃ ذکری الدار اور انھم عندنا لمن المصطفین الاخیار۔ الآیۃ۔ وغیرہ ذلک من الایات والحدیث۔ اور تصرف شیطانی سے اس حقیقت کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی انتظام رصدی سے دریافت ہوا ہے۔

کسی علم لدنی سے یہہ علم حقیقت نبوۃ کا اور اُس کے محفوظ رہنے کا اہل اسلام کو

حاصل نہیں ہوا ہے کہ علم لدنی تعلیم دین اسلام کے لئے موضوع من اللہ نہیں ہے۔ بلکہ علوم لدنیہ کو خبر نبوۃ نے دین اسلام کی تعلیم سے بے تعلق فرمایا ہے اور من غیر ان یکونوا انبیاء کا اعلان صاف ہے۔

علم لدنی کی حفاظت موعود نہیں فرمائی گئی۔ کہ علم لدنی میں کبھی مغالطہ بھی ہوتا ہے اور کبھی یہ علم ذالک عرش ابلیس کا مصداق ہوتا ہے۔

جبکہ حقیقت نبوۃ کی خبر نبوۃ ہی سے دریافت ہوئی اور نبوت تعلیم جبریلی سے حاصل ہوئی ہے۔ اور بطریق حفاظۃ موعودہ رصد ہی کے حاصل ہے۔ نہ بطریق علم لدنی غیر محفوظ کے تو اُس کا بند ہونا بھی خبر نبوۃ ہی سے دریافت ہو سکتا ہے آیات خاتم النبیین اور ما لم یوت احدا من العلمین اور اُنکی احادیث مفسرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ صفت الہیہ اب بند ہے۔ کسی بشر کو تعلیم دین کے لئے مامور نہیں کیا جائیگا۔ کہ خلق اللہ کو دین الٰہی اور شریعت اسلام تبلیغ کرے۔

یہی عقیدہ تعلیم القرآن والحدیث سے اہل سنت کا ہے۔

اب اسکے بعد کہ علم لدنی غیر محفوظ من اللہ کے طریق پر کسی کو حاصل ہوا ہے کہ وہ مامور من اللہ ہوا ہے اور اُسکو نبوۃ جدیدہ حاصل ہوئی ہے۔ تو یہ علم لدنی اُس کا کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ متواترہ کے صریحاً مخالف ہے۔ اور سیکون بعدی دجالون کا مصداق ہے ایسا علم لدنی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی اور من یتبع غیر سبیل المؤمنین کے حکم میں آتا ہے۔ کیونکہ علم لدنی کو کتاب اللہ وسنت نے تعلیم جبریلی دین اسلام

سے بے تعلق فرمادیا ہے - پس اہل سنت والجماعۃ نبوۃ جدیدہ کا دعوی کسی کا کب تسلیم کر سکتے ہیں اگرچہ کہ تابعۃ الشریعۃ ہونے کا دعوے ہو یہی دعوی آج تک ہمیشہ سے ہوتا چلا آرہا ہے - جب نبوۃ کو وحی جبریلی نے قطعاً بند کر دیا تو علم لدنی اُس کا افتتاح کب کر سکتا ہے کہ نبوۃ کا اصلی اور ابتدائی افتتاح اور نبوۃ کی حقیقت اور اُس کا بند ہونا امور غیبی سے ہیں یہ جبریلی تعلیم سے حاصل ہو چکے ہیں -

خاتمہ

ہر قسم کا دعوی نبوت خواہ وہ دعوی شرکت نبوت کا ہو یا عینیت ، یا در پردہ مسیحیت دعوی نبوت جدیدہ کا ہو ، یا مجازی وظلی نبوت کا - ایسے دعوں کی تردید کے لیئے علاوہ ان تمام نصوص واحکام کے جو بیان کیئے گئے ہیں - صرف ذیل کی آیۃ کریمہ کافی ہے - ارشاد ہوتا ہے -

ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك اس آیت میں صراحتہً یہ بتایا گیا ہے کہ جملہ انبیاء مرسلین کی خواہ صاحب الشریعۃ ہوں یا تابع الشریعۃ صرف دو قسمیں ہیں ، ایک وہ جن کا ذکر نصوص قرآنیہ میں ہے ، یعنی مقصوص ، اور دوسرے وہ جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں کیا گیا ، یعنی غیر مقصوص ، اور یہ بھی تصریح موجود ہے کہ وہ سب من قبلك میں داخل ہیں ، یعنی تمام قسم کے انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تھے - ان دونوں قسموں کے

کے علاوہ کسی تیسری قسم کی نبوت کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ رہا حضرت مسیح ناصری عیسی بن مریم علیہ السلام کا نزول۔ اس بارے میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ آیات۔ وانہ لعلم للساعۃ، اور لیؤمنن بہ قبل موتہ کی تفسیر میں ہیں، اور ظاہر ہے حضرت عیسیٰ بھی انبیاء مقصوصین میں داخل ہیں، وہ من قبلک میں بھی شامل ہیں۔ کسی طرح بیان کردہ دونوں قسموں سے انہیں باہر نہیں کہا جا سکتا۔

اب اس صراحت کے بعد مسیلمہ سے لیکر اب تک تمام مدعیان نبوت کا دعوے چاہے وہ کسی طرح کی نبوت کا دعوے کیا گیا ہو خبر نبوی، لیظھر بعدی دجالون کے ماتحت آتا ہے۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است

عقیدۂ سنت اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کا حکم دیا اور ممانعت کر دی کہ اختلاف العقائد سے تفرقہ نہ پیدا کرنا، حکم ہے، ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ، امم سابقہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ انہوں نے اختلاف کر کے تفرقہ پیدا کر دیا، ارشاد ہے، فتقطعوا امرھم بینھم زبرا۔ رسالہ معیار السنۃ سے یہ ثابت ہو گیا ہوگا کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جماعت مہاجرین وانصار یعنی صحابہ کرام سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا۔ فرمایا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ، اور ان کی مخالفت کرنے والوں کے لئے کہا گیا کہ نولہ ما تولی، الآیۃ، صحابہ وتابعین کا یہ عہد، عہد سلف اور صدر اول کہلاتا ہے۔ قرآن کریم نے اس عہد کے علماء کو قانون اسلام کے لئے معیار

التعبیر و الاطلاق قرار دیا ہے، ان کے لئے حدیث ما انا علیہ و اصحابی وارد ہے۔

صدر اول میں صحابہ کرام ایک ہی تعلیم نبوت کی تبلیغ فرماتے تھے، یہ عہد خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم۔ الحدیث کا مصداق ہے، اس عہد میں اختلاف عقائد سے فرقہ بندی کا وجود امت اسلامیہ میں نہیں ہوا تھا۔ نہ ظلی مجازی نبوتوں کا امت میں کوئی تصور موجود تھا۔ نہ کوئی "مظہر حق" بنا تھا، اور نہ کوئی "عین محمد" ہونے کا دعویدار تھا، غرض کوئی ایسا نہیں تھا جو الہام وحی کے حوالہ سے امت کو دین اسلام کی تعلیم دینے کا دعوے رکھتا ہو،

دین اسلام کے اول مبلغ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہی سلف تھے، اور لایزال طائفۃ من امتی کی اولین مصداق یہی جماعت تھی۔ اس عہد میں جس نے تعلیم ما انا علیہ و اصحابی سے سرتابی کی جیسے مسیلمہ و اسود عنسی وغیرہ، فوراً اس کا شیرازہ بکھیر دیا گیا۔ جس کسی نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا، اپنا سر کھو بیٹھا۔

اس عہد کے بعد جب دور دور اسلامی فتوحات بڑھتی رہیں تو حسب خبر صادق مصدوق علیہ الصلوۃ والسلام سیظھر بعدی دجالون جھوٹے دعویداران نبوت و مسیحیت وغیرہ سلسلہ شروع ہو گیا۔ ہر ایک نے سراپا جہراً ما انا علیہ و اصحابی سے اختلاف کیا، اپنے عقیدہ کی اشاعت کی، اور اس کا ایک الگ فرقہ قایم ہو گیا۔ اس طرح ستفترق امتی کی پیش گوئی کے مطابق متفرق جماعت پیدا ہو کر فرقے بناتے رہے۔ جن کا سلسلہ

اب بھی بند نہیں ہے۔

معیار حق اختلاف وفرقہ بندی کے اس طوفان میں بھی معیار حق کا معلوم کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ خود خاتم النبیین نے معیار حق ما انا علیہ واصحابی کو قرار دیا ہے۔ دیکھئے جماعت صحابہ یعنی سلف سے ٹوٹ کر الگ ہو جانے والے، اہل سنت ہیں۔ یا یہ مدعیان نبوت وغیرہ، اور آیت لا تتفرقوا سے سرتابی اہل سنت والجماعۃ نے کی یا ان مدعیان نبوت ومسیحیت نے۔ ما انا علیہ واصحابی اہل سنت کا مسلک ہے یا مدعیان نبوت ومسیحیت کا۔ بالکل ظاہر ہے کہ جماعت سے اور خدائی احکام سے اولین سرتابی دعوائے نبوت ومسیحیت ہی تھا۔ اس کے ساتھ لازما فرقہ بندی ہو گی۔ صحابہ کرام کے عہد میں، بابی، بہائی، تستری، شلمغانی وغیرہ کا کوئی وجود نہ تھا، اور نہ ایسا کوئی تصور موجود تھا، اور نہ صحابہ ایسے کسی فرقہ کو گوارا کرنے کے تیار تھے، چنانچہ ان سب کے امام مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کا جو حال صحابہ نے کیا ظاہر ہے۔

رسالہ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہو جاتی ہے کہ ہر طرح کی نبوت بند ہے۔ اور یہی عقیدہ حق صدر اول جماعت صحابہ کا تھا، آیات واحادیث سے یہ ثابت ہو چکا کہ یہی عقیدہ حق ہے، رہا یہ عقیدہ کہ نبوت باقی ہے، فارق الجماعۃ فرقوں کا عقیدہ ہے جن کا امام مسیلمہ تھا۔ اور اب تک ایسے دعویدار پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ ایک باطل عقیدہ ہے، جس پر قرآن وحدیث تو کجا سلف سے بھی کوئی روایت نہیں کہ نبوت باقی ہے یہ باطل فرقے اپنے دعوے کے ثبوت میں اور اپنی نبوت کا کارخانہ چلانے کیلئے آیات واحادیث میں طرح طرح کی تاویلیں کیا کرتے ہیں کبھی ظلی نبوت بتاتے ہیں کبھی۔

شرکت فی النبوۃ کا دعوی ہوتا ہے اور کبھی نبوت تابعہ بتائی جاتی ہے ۔ یہ وہ نامعقول تاویلیں ہیں جن کا کوئی نشان عہد سلف میں نہیں ملتا۔ اگر اس عہد مبارک میں بقاء نبوت کا کوئی تصور موجود ہوتا تو مسیلمہ کے ساتھ وہ سلوک نہ ہوتا جو کیا گیا۔

پیش گوئیاں ان مدعیان نبوت و مسیحیت نے صداقت حق کا معیار پیش گوئیوں کو قرار دیا، حالانکہ یہ ضابطہ اُن کا قیاسی ضابطہ ہے، لیکن یہی ان کا مرکزی ضابطہ ہے، صحابہ کرام سے لیکر اس وقت تک امت محمدیہ کو دین اسلام کے عقائد و احکام کا جو کچھ علم ہوا ہے، وہ تعلیم خاتم النبیین کے ذریعہ ہوا ہے ۔ ان مدعیوں کے قیاسی ضابطہ کے مطابق نہ تو صحابہ کرام کا گروہ حق پر تھا اور نہ اسے قابل مدح قرار دیا جاسکتا ہے، اور صورت یہ ہے کہ کتاب اللہ اُن کے علم و عقائد کو صراط مستقیم ثابت کر رہی ہے ۔ قال سبحانہ، ویری الذین اوتوا العلم الذی انزل الیک من ربک ھو الحق ویھدی الی صراط العزیز الحمید، اس فرمان کے بعد کون محمدی الایمان ضابطۂ پیش گوئی کو اختیار کر کے ممدوح سے مردود کی طرف جائیگا، اللہ تعالے ان مدعیوں کے اس قول کی تردید کرتا ہے کہ صحابۂ کرام نے تبلیغ دین میں غلطی کی، ارشاد ہے، لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم، ایک جگہ صیانت کی ضمانت باین الفاظ دی جاتی ہے، لا یاتیہ الباطل ۔ الآیۃ ۔

اب اس قسم کے قیاسی ضابطہ بنانے والوں کو نبر نبوی سیظھر بعدی دجالون کے افراد سمجھنا چاہئے ۔

وادعوا اللہ سبحانہ ان یصون المؤمنین عن ھذہ الھفوات،

تقابل صداقت کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سابقین کے خاتم النبیین ہیں خواہ متبوع الشریعۃ ہوں یا تابع الشریعۃ۔ اسی لئے نبوۃ تابع الشریعۃ کا سلسلہ جو موسی علیہ السلام کی امت میں جاری تھا کہ فضیلت حکومت مع النبوۃ مرحمت ہوئی تھی وہ فضیلت موسی علیہ السلام کی امت پر ختم کر دی گئی اسی کی تفسیر بصراحت حدیث بخاری کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء ولا نبی بعدی میں ہے اور احادیث متعددہ صحیحہ صریحہ متواترہ سے بھی معنی لا نبی بعدی کے ثابت ہیں۔ اس کا تواتر ابن حزم نے ملل نحل میں بیان کیا ہے چاہے تعداد کچھ بھی بیان کی گئی ہو، مگر لا نبی بعدی تمام موجود ہے۔ اس وحی کتاب و سنت کی صداقت کا مرکز کتاب اللہ ہے کہ وہ وحی نبوۃ الانبیاء جو تعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام کو بواسطہ جبرئیل ہوتی تھی تابع الشریعۃ یا متبوع اب بند ہو گئی۔ یہ وحی ہر قسم کے مغالطے سے منزہ ہے قال سبحانہ تعالے لا یاتیہ الباطل اور ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور ما صدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم الآیۃ۔ کتاب اللہ سے بصراحت یہی مرکز ثابت ہے اور اسی پر اجماع امت محمدیہ ہے اور یہی اساس ہے اسلام کی صداقت کا جس کی تعلیم تمام انبیاء نے دی تھی۔

رہا عقیدہ فارق الجماعۃ فرقوں کا کہ نبوۃ جدیدہ باقی ہے۔ جو اساس ہے تمام مدعیان نبوت کی۔ مسیلمہ سے لیکر اب تک ان کی صداقت کا مرکز صرف ان موعودین کا الہام ہے اور الہام کا علم جس کو علم لدنی بھی کہا جاتا ہے، اگرچہ علم الانسان ما لم یعلم کے تحت میں داخل ہے اور بالکل اسی طرح داخل ہے جیسے اشراقی

و فلسفی علوم اس میں داخل ہیں۔ لیکن ان علوم کا دین اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے۔ اور نہ ان کی حفاظت و عصمت کا وعدہ شریعت میں وارد ہے، علوم لدنیہ مغالطہ سے محفوظ نہیں ہوتے۔ ابن صیاد کے علم لدنی کے حق میں حدیث ذاک عرش ابلیس وارد ہے۔

ایک فرقہ کے پیشوا نے اپنے دعوے کی صداقت کا مرکز انبیا علیہم السلام کی وحی و الہام میں غلط فہمی بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ان کو غلط فہمی ہو گئی۔ پس یہ مرکز تمام پیش گوئیوں سیظھر بعدی دجالون۔ الحدیث۔ اور ستفترق امتی۔ اور خبر قیامت وغیرہ سب اخبار میں جو جو انجیل و قرآن میں وارد ہیں ہو سکتی ہے۔ پس اس عقیدہ سے استیصال تمام ادیان کا لازم آتا ہے۔

اب ناظرین ان ہر دو مرکز یعنی سُنت اور عقیدۂ فارق الجماعۃ کا مقابلہ کر کے آپ ہی بنظر انصاف فرمائیں کہ عقیدہ سنت حق مذہب ہے یا عقیدۂ فارق الجماعۃ جن الہامیوں کے الہاموں کی صداقت نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نادانی اور غلط فہمی پر موقوف ہے کیا محمدی الایمان ایسے الہام کو منجانب اللہ کہہ سکتا ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے ملل نحل میں موعودین سیظھر بعدی دجالون کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ ان مدعیوں کے الہام کی تکذیب کے لئے ان کا باہمی اختلاف فی الالہام ہی کافی ہے کہ ایک مدعی کا الہام ہے کہ خالق عالم موصوف بصفات نہیں نہ عرش کا وجود مستقل ہے کہ استوا علی العرش خالق کی صفت قرار دیجائے

تقابل صداقت کتاب اللہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سابقین کے خاتم النبیین ہیں خواہ متبوع الشریعۃ ہوں یا تابع الشریعۃ۔ اسی لئے نبوۃ تابع الشریعۃ کا سلسلہ جو موسیٰ علیہ السلام کی امت میں جاری تھا کہ فضیلت حکومت مع النبوۃ مرحمت ہوئی تھی وہ فضیلت موسیٰ علیہ السلام کی امت پر ختم کر دی گئی اسی کی تفسیر بصراحت حدیث بخاری کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء ولا نبی بعدی میں ہے اور احادیث متعددہ صحیحہ صریحہ متواترہ سے بھی معنی لا نبی بعدی کے ثابت ہیں۔ اس کا تواتر ابن حزم نے ملل نحل میں بیان کیا ہے چاہے تعداد کچھ بھی بیان کی گئی ہو، مگر لا نبی بعدی تمام موجود ہے۔ اس وحی کتاب وسنت کی صداقت کا مرکز کتاب اللہ ہے کہ وہ وحی نبوۃ الانبیاء جو تعلیم الٰہی انبیاء علیہم السلام کو بواسطہ جبرئیل ہوتی تھی تابع الشریعۃ یا متبوع اب بند ہوگئی، یہ وحی ہر قسم کے مغالطہ سے منزہ ہے قال سبحانہ تعالیٰ لایاتیہ الباطل اور ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم الآیۃ۔ کتاب اللہ سے بصراحۃ یہی مرکز ثابت ہے اور اسی پر اجماع امت محمدیہ ہے اور یہی اساس ہے اسلام کی صداقت کا جس کی تعلیم تمام انبیاء نے دی تھی۔

رہا عقیدہ فارق الجماعۃ فرقوں کا کہ نبوۃ جدیدہ باقی ہے۔ جو اساس ہے تمام مدعیان نبوت کی۔ مسیلمہ سے لیکر اب تک ان کی صداقت کا مرکز صرف ان موعودین کا الہام ہے اور الہام کا علم جس کو علم لدنی بھی کہا جاتا ہے، اگرچہ علم الانسان مالم یعلم کے تحت میں داخل ہے اور بالکل اسی طرح داخل ہے جیسے اشراقی

و فلسفی علوم اس میں داخل ہیں۔ لیکن ان علوم کا دین اسلام کی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے۔ اور نہ ان کی حفاظت و عصمت کا وعدہ شریعت میں وارد ہے، علوم لدنیہ مغالطہ سے محفوظ نہیں ہوتے۔ ابن صیاد کے علم لدنی کے حق میں حدیث ذاک عرش ابلیس وارد ہے۔

ایک فرقہ کے پیشوا نے اپنے دعوے کی صداقت کا مرکز انبیا علیہم السلام کی وحی و الہام میں غلط فہمی بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ان کو غلط فہمی ہو گئی۔ پس یہ مرکز تمام پیش گوئیوں سیظھر بعدی دجالون۔ الحدیث۔ اور ستفترق امتی۔ اور خبر قیامت وغیرہ سب اخبار میں جو جو انجیل و قرآن میں وارد ہیں ہو سکتی ہے۔ پس اس عقیدہ سے استیصال تمام ادیان کا لازم آتا ہے۔

اب ناظرین ان ہر دو مرکز یعنی سُنت اور عقیدۂ فارق الجماعۃ کا مقابلہ کر کے آپ ہی بنظر انصاف فرمائیں کہ عقیدہ سنت حق مذہب ہے یا عقیدۂ فارق الجماعۃ جن الہامیوں کے الہاموں کی صداقت نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نادانی اور غلط فہمی پر موقوف ہے کیا محمدی الایمان ایسے الہام کو منجانب اللہ کہہ سکتا ہے۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم۔

ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے ملل نحل میں موعودین سیظھر بعدی دجالون کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ ان مدعیوں کے الہام کی تکذیب کے لئے ان کا باہمی اختلاف فی الالہام ہی کافی ہے کہ ایک مدعی کا الہام ہے کہ خالق عالم موصوف بصفات نہیں نہ عرش کا وجود مستقل ہے کہ استوا علی العرش خالق کی صفت قرار دیجائے

بلکہ عرش محض اللہ تعالیٰ کی تنزیہی صفت ہے

ایک کا الہام ہے کہ اللہ سبحانہ انسان کی صورت پر مجسم ہے - آنکھ ، ناک کان ہات ، پاؤں وغیرہ قد قامت انسان جیسا جسم ہے -

چند الہامیوں کا الہام ہے کہ مومن وغیر مومن مرتے ہی بغیر محاسبہ جنت و دوزخ میں داخل ہو جاتے ہیں - حساب کتاب جب ہوگا تب ہوگا - اور حشر نشر صرف انسان کا ہوگا باقی حیوانات کی روح مرنے سے فنا ہو جاتی ہے ان کا حشر نہیں ہے ملائک اور جن کا وجود مستقل نہیں ہے نہ مکلف ہیں اور نہ قابل مدح وذم حالانکہ یہہ الہامات مخالفت عقائد سلف کے علاوہ باہم بھی متخالف ہیں کہ ایک الہامی کا الہام دوسرے الہام کے مخالف ہے ، ابن حزم نے جو اس تخالف باہمی سے ان الہاموں کی تردید کی ہے اول تو معقول اصول سے کی ہے کہ اخبار غیبیہ سے ہیں اور خبر غیب میں جو شہادت مختلف بیانات سے ہو معتبر نہیں ہو سکتی اور یہی ضابطہ اخبار غیبیہ کا کتاب اللہ نے بیان کیا ہے لو کان من عند اللہ غیر لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا - اور اسی ضابطہ کی تائید میں اور لو کان من عند غیر اللہ کی تفسیر میں حدیث سیظہر بعدی دجالون جیسین یغیرون بھا دینکم وسنتکم وارد ہے کہ تعلیم نبوت کے خلاف اپنے الہاموں سے خلق اللہ کو دین کی تعلیم دیں گے - اس مخالفت سے زیادہ اور کیا مخالفت ہوگی کہ لا نبی بعدی کے معنی مراد نبی اللہ کے بدل دیئے گئے اور غلط فہمی پیش گوئیوں میں خاتم النبیین کی جانب منسوب کردی گئی - ایک الہامی کی تاویل دوسرے الہامی کی تاویل سے جدا گانہ ہے -

یہی آیۃ یعنی لو کان من۔ الآیۃ۔ اور اس کی تفسیر یغیرون۔ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے عقائد باطلہ و عقائد حقہ کے لئے معیار قرار دیا ہے۔ ان اصول تعلیم نبوت کو پیش نظر رکھنے والا شخص سنی العقیدہ کسی بدعتی عقیدہ کو تسلیم نہیں کر سکتا ہے اور اپنے عقیدۂ حق میں کسی مدعی کے دعوے پر لبیک کہنے سے ایمان میں تغیر پیدا نہیں کر سکتا ہے، واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وان الھدی ھدی محمد خاتم النبیین، صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم،

(مطبوعہ)
مکتبہ ابراہیمیہ مشین پریس
حیدرآباد دکن